# ردالکمال علی بدعۃ الاحتفال

جشن میلادالنبی ﷺ کو بدعت وضلالت کہنے والوں کیلئے مشعل نور


مصنف

مفتی محمد وسیم سیالوی



شعبہ تصنیف وتالیف

جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام (رجسٹرڈ) پیر محل

| | |
|---|---|
| نام کتاب | ردالکمال علیٰ بدعۃ الاحتفال |
| مصنف | محمد وسیم سیالوی |
| ڈیزائننگ | محمد حسیب احمد قادری |
| نظر ثانی | مولانا محمد طاہر صاحب |
| پروف ریڈنگ | مولانا اسد الرحمٰن صاحب، محمد ندیم عطاری صاحب |
| خصوصی تعاون | مولانا محمد نصر اللہ قمری صاحب |
| | حافظ محمد احسن سیالوی صاحب |
| سن اشاعت | دسمبر 2015 بمطابق ربیع الاول 1437ھ |
| تعداد | 1200 |
| مطبوعہ | شوقِ مدینہ پرنٹنگ پریس پیر محل |
| ملنے کا پتہ | جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام پیر محل |
| | لائبریری خالقیہ رزاقیہ مکی مسجد پیر محل |


نوٹ! تمام حوالہ جات نیک نیتی سے جذبہ اصلاح کے تحت انتہائی غور و فکر کے بعد سپرد تحریر کئے گئے ہیں اگر کوئی غلطی نظر آئے تو براہِ کرم ادارہ کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

# انتساب

عالم باعمل، بقیۃ السلف، یادگارِ اسلاف، شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت علاّمہ مولانا **مفتی محمد اکبر رضوی** صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی نظر کرتا ہوں۔

جن کے فیضِ گنجینہ سے اہل پیرمحل کے قلوب واذہان کو بالیدگی اور عقل وخرد کو آسودگی میسّر آئی۔ آج جنکی بزرگی قابلِ زیارت ہے۔

ہر کہ بیند روئے پاکاں صبح و شام
آتشِ دوزخ بود بروے حرام

گر قبول افتد زہے عزوشرف
محمد وسیم سیالوی
جامعہ نعیمیہ قمرالاسلام، پیرمحل

# فہرست

# تقریظ

## خورشید ملت علامہ ڈاکٹر خادم حسین خورشید الازہری صاحب

ادارہ وحدت اسلامیہ پاکستان

فاضل شہیر حضرت علامہ مفتی محمد وسیم سیالوی صاحب کی نئی تصنیف ''ردالکمال علیٰ بدعۃ الاحتفال'' کا مسودہ بعض جگہوں سے دیکھنے اور پڑھنے کا اتفاق ہوا، دلی مسرت ہوئی انداز تحریر علمی مگر سادہ تاکہ پڑھنے والے کے دماغ میں اتر سکے۔

منکرین کے اعتراضات کے جوابات قرآن وحدیث اور اقوال آئمہ ومُحدّثین کے ذریعے دے کر جہلاء امت کی تمام مکروہ چالبازیوں کے دروازے اللہ کے فضل وکرم سے بند کردیئے ہیں۔ فاضل مصنف کو اللہ رب العزت نے بے پناہ خصوصیات سے نوازا ہے آپ ہمہ صفت موصوف ہیں۔ مسند تدریس پر جلوہ فگن ہوں تو قابل مدرس، تحریر کا میدان ہو تو روشن دماغ مصنف، تقریر کا میدان ہو تو بے باق مبلغ اور اگر آپ کے عظیم دینی ادارہ جامعہ نعیمیہ قمرالاسلام پیرمحل کی حسین اور دیدہ زیب بلڈنگ، طلباء، اساتذہ کا رہن سہن اور حسن انتظام دیکھیں تو بلند حوصلہ منتظم کے طور پر نظر آتے ہیں اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ خالق کائنات بصدقہ صاحب لولاک حضرت کا علمی وفکری فیضان، تحریر، تدریس اور تقریر کی صورت میں ہمیشہ عام فرمائے۔ ہمیں اور ہماری نئی نسل کو دین متین کی صحیح روشنی عطا فرمائے اور حضرت کی تمام کتب کو عوام اہلسنت کیلئے فائدہ مند بنائے۔ آمین ثم آمین

خادم علماء ومشائخ حق

خورشید الازہری

# مقدمہ

یوں تو اتحاد و اتفاق کی افادیت سے راہِ فرار نہیں۔ سینے میں دل رکھنے والا ہر انسان بخوبی اسکی اِفادیت سے باخبر ہے۔ ہر دور میں اسکی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ مگر دنیائے اسلام کو اس دور میں جس قدر اتحاد و اتفاق کی حاجت ہے شاید ہی اس سے پہلے انسانی تاریخ میں ایسی حاجت پائی گئی ہو۔

ہمارے ہاں عرصۂ دراز سے مختلف درجہ بندیاں قائم ہیں۔ یہ درجہ بندیاں کس نے قائم کیں، اور کس لئے قائم کی گئیں؟ اس کی تحقیق کی طرف حاجت ہی پیدا نہیں ہوئی شاید اسکی وجہ یہی ہے کہ محققین نے اپنے طور پر تحقیق سے پہلے کچھ مفروضات کو اپنے دل و دماغ میں جگہ دے رکھی ہے۔ پھر انکو ثابت کرنے کے لئے عقلی و نقلی دلائل کے انبار تو لگتے رہے مگر بے سود، بلکہ اُلٹا تنگیِ دل اور شیرازۂ امت کو بکھیرنے میں شعلہ نار بھی ثابت ہوتے رہے۔

فی زمانہ بعض محققین حق سے دور بھی اسی وجہ سے ہیں کہ محبوب کو حق پر پرکھنے کی بجائے، ہمیشہ حق کو محبوب و مطلوب پر پرکھا جاتا ہے اور اپنوں کیلئے اندھی تقلید، بے جا عقیدت، جبکہ غیر کیلئے بغض و عناد اور بے جا تعصب کی فضاء نے حقائق سے ہماری آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔

افسوس! وہ اسلام جو اچھائی کی تلاشِ مسلسل کا دین تھا،

آج ہم نے اس کو اپنے شیوخ کے کردار وافکار میں قید کر دیا ہے اور خود کو چند الفاظ واصطلاحات کے دائرے میں تنگ نظری کا اسیر بنا رکھا ہے کہ آزادانہ ہم دین سے، نہ دین ہم سے پہچان پا سکے۔

ہماری اس تمہید کو اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے اس مسئلہ پر غور کیجئے کہ جو آج نزاعِ مسلسل کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اور وہ ہے دین اسلام کے متعلق پائے جانے والے اختلافات کی بناء پر امت کا دست وگریباں ہونا۔

جن کے حل کیلئے ہماری کوشش ہے کہ ہر شخص شخصیت پسندی اور دھڑہ بندی کے دام سے آزاد ہو کر عقل وخرد اور حقائق کی روشنی میں حق وصداقت کو تلاش کرے۔ جس کیلئے ہم نے چند سالوں سے دنیائے اسلام کے عظیم دن ''جشن عید میلاد النبی ﷺ'' کے حوالہ سے کئے جانے والے اعتراضات کا دینی ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے مثبت جواب پیش کرنے کا عزم کیا۔ جسکا ثبوت گذشتہ سالوں میں ''جشن عید میلاد النبی ﷺ'' کے عظیم موقع پر پیش کی جانے والی تحقیقات **''البرهان القوی فی تاریخ میلاد النبی ﷺ''** اور **''اطلاق العیدعلی مولدِ الحبیب''** میں دیکھا جا سکتا ہے۔

ہماری یہ تحقیق بھی گذشتہ سے پیوستہ ہے۔

سوال نمبر 3: عید میلا النبی ﷺ کی ابتدا! (تقسیم شدہ پمفلٹ کی عبارت)

بقول مولوی عبدالسمیع رامپوری خلیفہ مولوی احمد رضا بریلوی ''یہ سامان فرحت و سرو، اور وہ بھی مخصوص مہینے ربیع الاول کے ساتھ اور اس میں خاص وہی بارہواں دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں''

(انوار ساطعہ صفحہ نمبر159)

اور بقول مولانا سرفراز خان صفدر حنفی گوجرانوالہ ''پوری چھ صدیاں گذر چکی تھیں کہ اس بدعت کا کہیں مسلمانوں میں رواج نہ تھا یہ نہ تو کسی صحابی کو سوجھی، نہ کسی محدث کو، نہ فقیہہ، نہ بزرگ، نہ کسی ولی کو۔ یہ بدعت اگر سوجھی تو ایک مسرف بادشاہ کو اور اس کے ایک رفیق دنیا پرست مولوی کو۔ یہ بدعت سن 604ہجری موصل کے شہر میں مظفر الدین کوکبوری بن اربل کے حکم سے ایجاد ہوئی جو ایک اسراف کرنے والا دین سے لاعلم بادشاہ تھا۔ ان بدعات پر 3لاکھ روپے خرچ کرتا تھا تاکہ لوگوں کے دلوں کو اس ڈھونگ سے اپنی طرف مائل کرے۔

(المنہاج الواضع، مطبوعہ اشرف پریس لاہور، صفحہ نمبر155,154)

یاد رہے کہ اس بادشاہ نے اس دنیا پرست بدعتی مولوی کو محفل میلاد کے جواز کا فتویٰ دینے پر تین ہزار دینار انعام دیا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر) اور بقول مولانا رشید احمد گنگوہی: ''اہلِ تاریخ نے صراحت کی ہے کہ بادشاہ بھانڈوں اور گانے والوں کو جمع کرتا اور گانے کے آلات سے گانے سنتا اور خود ناچتا۔ ایسے شخص کے فسق اور گمراہی میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس جیسے فعل کو کیسے جائز اور اس کے قول پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ مزید یہ کہ جانور ذبح کرواتا اور ہر قسم کے کھانے تیار کروا کر مجالس لہو کو کھلاتا''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ نمبر132)

یہ تھا جشن عید میلاد النبی ﷺ کا موجد!

(تنظیم اصلاح معاشرہ جملہ حقوق بحق ہر مسلمان محفوظ ہیں)۔ (پمفلٹ کی عبارت مکمل ہوئی)

محترم قارئین!

ہم نے جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بظاہر اصلاحِ معاشرہ کا درد رکھنے

والوں کی دل خراش تحریر آپ کی نظر کی ہے جس میں ''جشن عید میلا دالنبی ﷺ'' کو بار بار بدعت اور اس کے موجد کو بدعتی کہہ کر مکھی پہ مکھی مارنے کی عادت کو جاری رکھا ہے۔

سینۂ قرطاس پر میرا قلم یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ کاش!

اصلاح معاشرہ کا درد رکھنے والے اِن افراد نے اپنی اصلاح کی ہوتی (یعنی عقیدت اور شخصیت پرستی کے دائرے کے باہر بھی جھانکا ہوتا) تو یقیناً الفاظ کی صورت میں امت کے امن پر تیر برسا کر پُر اَمن معاشرے کو یہ درد نہ دیا ہوتا۔ کیونکہ اس تحریر کا میلا دالنبی ﷺ کے موقع پر تقسیم کیا جانا پتھراؤ سے کم نہیں۔ بہر حال جہاں عینکِ تعصب کی دھندلاہٹ کی وجہ سے تاریخی حقائق کا قتل عام کیا گیا، وہاں اس تحریر میں لفظ ''بدعت'' کو بار بار ذکر کر کے علمی خیانت کا فریضہ بھی بأحُسن سرانجام دیا گیا۔ کیونکہ بدعت اپنے دائرے میں وسعت رکھتی ہے۔ جسکو ہم آئندہ صفحات میں بے نقاب کر کے قارئین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے چین کا سامان پیدا کریں گے۔

محترم قارئین!

ایسی بے ڈھنگی تحریریں پڑھ کر ہمیں دل خراب نہیں کرنا چاہئے کیونکہ حقیقت تو یہ ہے، کہ محاسنِ اسلام پر بدعات کے فتوے صادر کرنا خود بدعت ضالہ ہے۔ بقول غالب

عمر بھر ہم یہی غلطی کرتے رہے غالب
دھول چہرے پر تھی ہم آئینہ صاف کرتے رہے

**محمد وسیم سیالوی**
15-12-2015
3 ربیع الاول 1437ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَدَءَ الخَلْقَ بِنُوْرِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰے

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی الَّذِیْ اَعْطٰی اُمَّتَہٗ طَرِیْقَ التُّقٰے

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ یَحْتَفِلُوْنَ مَوْلِدَ الْھُدٰی

أَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ،

رَھْبَانِیَّۃَ نِابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰہِ

فَمَا رَعَوْھَا حَقَّ رِعَایَتِھَا. (القرآن: الحدید، 27)

ترجمہ: اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی، ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی، پھر اسے نہ نبھایا جیسا اسکے نبھانے کا حق تھا۔

تاریخ اسلام کا اگر بنظرِ غایت مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ بدعت کا آغاز سرکارِ ابد قرار ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ میں اس وقت ہو گیا تھا، جب ذوالخویصرہ التمیمی نے تقسیم مصطفےٰ ﷺ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا ''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِعْدِلْ'' اے اللہ کے رسول ﷺ انصاف کیجئے۔

محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی۔

کہ جب ذوالخویصرہ التمیمی نے اعتراض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''وَیلَکَ، وَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَالَمْ اَعْدِلُ؟ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ اِنْ لَمْ اَکُنْ اَعْدِلُ'' فَقَالَ عُمَرُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِئْذَنْ لِیْ فِیْہِ فَاَضْرِبُ عُنُقَہٗ، فَقَالَ دَعْہُ فَاِنَّ لَہٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلَاتَہٗ مَعَ صَلَاتِھِمْ، وَصِیَامَہٗ مَعَ صِیَامِھِمْ، یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ، یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ. الخ

(صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ص605، رقم الحدیث 3610)

آپ ﷺ نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو ناکام و نامراد رہ جاؤں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ اجازت عطا فرمائیں میں اس کی گردن اڑا دوں؟ فرمایا! جانے دو اس کے اور بھی ساتھی ہیں۔ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں، اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے، یہ قرآن بہت پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

اس حدیث پاک سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ بدعت کا آغاز ظاہری زمانہ نبوی ﷺ سے ہوا، وہاں یہ بھی پتہ چلا کہ پہلا بدعتی شخص ''ذوالخویصرہ التمیمی'' تھا۔ اور پہلا بدعتی گروہ ''خوارج'' کا تھا کیونکہ ذوالخویصرہ التمیمی ہی اس جماعت کا بانی ہے۔

جیسا کہ ابن تیمیہ متوفی 728ھ نے لکھا۔

فَکَانَ مِنْ اَوَّلِ الْبِدَعِ وَالتَّفَرُّقِ الَّذِیْ وَقَعَ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بِدْعَۃُ

اَلْخَوَارِجِ. (مجموع الفتاویٰ ج 12، ص 470.)

''اس امت میں سب سے پہلی بدعت اور تفرقہ جو واقع ہوا وہ خوارج کی بدعت تھی''۔

جنکی نشانیاں مختلف احادیث میں بیان ہوئیں، اور سب سے پہلے ہونے والی ''بدعت'' گستاخیٔ رسول ﷺ تھی۔ جوکہ ذوالخویصرہ التمیمی نے ''یَارَسُولَ اللّٰہِ اِعْدِلْ'' کہہ کر کی۔

الغرض!

بدعات کا آغاز تو گستاخانِ مصطفےٰ ﷺ نے کیا ورنہ ہم تو نبی کریم ﷺ کی تعظیم کرنے والے ہیں، اور نبی ﷺ کی تعظیم کس طرح بدعت ہوسکتی ہے۔؟۔

اہلسنت کا ہے بیڑہ پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

## بدعت کا لغوی مفہوم:

''اَلْبِدْعَةُ'' عربی زبان کے لفظ ''بَدَعَ'' سے مشتق ہے جس کا معنی ہے بغیر کسی نمونہ کے کوئی نئی چیز ایجاد کرنا۔

صاحبِ منجد ''لوئس معلوف'' متوفّی 1365ھ بدعت کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''اِخْتَرَعَهُ وَصَنَعَهُ لا عَلیٰ مِثَالٍ'' (المنجد: مادہ، ب دع، ص 49)

کسی نمونہ کے بغیر نئی چیز کو ایجاد کرنے کا نام بدعت ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفیٰ852ھ رحمۃ اللہ علیہ لفظ بدعت کی لغوی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''اَلْبِدْعَةُ اَصْلُهَا مَا اُحْدِثَ عَلٰی غَيْرِ مِثَالٍ سَابِقٍ''

(فتح الباری شرح صحیح بخاری: کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، ج4،ص318،تحت رقم الحدیث 2010)

بدعت کی اصل یہ ہے کہ اسے بغیر کسی سابقہ نمونہ کے ایجاد کیا گیا ہو۔

## مثال!

اللہ رب العٰلمین نے بغیر کسی سابقہ نمونہ اور ماڈل کے اِس کائنات کو عدم سے وجود دیا۔ باعتبار لغت یہ ''بدعت'' کہلائی، جس کا خالق، خود خالقِ کائنات ہے۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (القرآن: البقرہ، آیت 117)

اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کو بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا ہے۔ اور جب وہ کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کیلئے کہتا ہے 'ہوجا' پس وہ ہوجاتا ہے

دوسرے مقام پر فرمایا ''وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ''

(القرآن: الحدید. 27)

''رہبانیت کی ابتدا انہوں نے خود کی ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی''۔

سید شریف جرجانی متوفیٰ816ھ رحمۃ اللہ علیہ بدعت کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

''اَلْبِدْعَةُ هِیَ الْفِعْلَةُ الْمُخَالَفَةُ لِلسُّنَّةِ سُمِّيَتِ الْبِدْعَةُ لِاَنَّ قَائِلَهَا

اِبۡتَدَ عَهَا مِنۡ غَيۡرِ مَقَالِ اِمَامٍ" (کتاب التعریفات : باب الباء ص 33)

بدعت صرف وہ کام ہے جس میں سنت کی مخالفت ہو اس کو بدعت اسلئے کہتے ہیں کہ اس کا قائل امام کے قول کے بغیر اسکی ابتدا کرتا ہے۔

علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد متوفی 855ھ رحمۃ اللہ بدعت کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"اَلۡبِدۡعَةُ هِيَ اِحۡدَاثُ مَا لَمۡ يَكُنۡ فِيۡ زَمَنِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم"

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری: کتاب التراویح، باب فضل من قام رمضان، ج 11، ص 178، تحت رقم الحدیث 2010)

بدعت سے مراد ایسے نئے کام کو شروع کرنا جو اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ ظاہری میں نہ تھا۔

سابقہ تعریفات سے واضح ہو گیا کہ شرعی اعتبار سے بدعت وہی کام ہے جو قرآن و سنت کے احکامات کے مخالف ہو۔ لہٰذا وہ امور جن کا ذکر قرآن و حدیث میں موجود تو نہیں لیکن وہ شریعت کی حدود سے ٹکراتے بھی نہیں شرعاً وہ امور جائز اور مباح ہونگے۔ اگرچہ وہ اپنی اصل کے اعتبار سے "بدعت لغویہ" ہیں۔

## بدعت کا حکم:۔

بدعت کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات جاننے کے بعد اس کے حکم کو سمجھنا ازحد ضروری ہے۔

بدعت کئی اقسام میں منقسم ہے۔ ہر قسم کا حکم اقسام کے تحت ذکر کیا جائے گا لیکن یہاں مجموعی طور پر حکم کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ سادہ لوح لوگوں میں پھیلائی جانے والی غلط فہمی

کا ازالہ ہوسکے۔

ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 281ھ نے حدیث پاک نقل فرمائی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ"

(صحیح مسلم : کتاب الا قضیه ، باب نقض الا حکام الباطلة،ص682، رقم الحدیث1718)

جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا کوئی حکم نہیں ہے وہ عمل رد کیا ہوا ہے۔

مسلم شریف کے اسی باب میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری روایت ہے

"مَنْ اَحدَ ثَ فِیْ اَمْرِ نَا هٰذَامَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَ دٌّ"

(صحیح مسلم : کتاب الا قضیه ، باب نقض الا حکام الباطلة،ص682، رقم الحدیث1718)

جو ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کرے جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اسی روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا۔ مگر اسمیں "لَيْسَ مِنْهُ" کی جگہ "لَيْسَ فِيْهِ" کے الفاظ ہیں۔

(صحیح بخاری: کتاب الصلح، باب اذا اصطلحو اعلی صلح جور، ص440، رقم الحدیث2697)

گذشتہ احادیث کے الفاظ "لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُ نا فَهُوَ رَدٌّ" "مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" "لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ" سے عام طور پر مراد یہی لیا جاتا ہے کہ ہر وہ نیا کام جس پر نص نہ وارد ہوئی ہو، وہ مردود ہے اگر چہ وہ کام نیک ہی کیوں نہ ہو۔

جس طرح کہ "جشنِ عید میلاد النبی ﷺ" کے موقع پر اہلسنت و جماعت کے مختلف

جائز انداز میں اظہار محبت کو بدعت کہہ کر گمراہی قرار دے دیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں فوت شدگان کیلئے مختلف انداز میں اجتماعی دعا کا اہتمام کرنا، وغیرہ کو محض اس وجہ سے بدعت اور مردود کے فتوؤں کی نظر کر دیا جاتا ہے کہ اس پر کوئی نص موجود نہیں۔ ان الفاظ کا یہ مفہوم بیان کرنا دین مصطفےٰ ﷺ کو تنگ نظر بنانے کے مترادف ہے۔

کیونکہ ان احادیث کا اگر یہی معنی لیا جائے (جس کو بیان کر کے سادہ لوح لوگوں کو دین مصطفےٰ ﷺ سے دور کیا جاتا ہے۔) تو دین اسلام میں مباح کی گنجائش ہی ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ مباح تو کہتے ہی ایسے عمل کو ہیں جس کے کرنے کا شریعت نے حکم بھی نہ دیا ہو اور اس کے کرنے سے منع بھی نہ فرمایا ہو۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے۔

کہ جس طرح علامہ وحید الزماں متوفی 1327ھ نے علامہ صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی 1308ھ کا قول نقل کیا۔

" اَلْبِدْعَةُ الضَّلَالَةُ الْمُحَرَّمَةُ هِيَ الَّتِیْ تَرْفَعُ السُّنَّةَ مِثْلَهَا وَ الَّتِیْ لَا تَرْفَعُ شَيْئًا مِنْهَا فَلَيْسَتْ هِيَ مِنَ الْبِدْعَةِ بَلْ هِيَ مُبَاحُ الْاَصْلِ۔

(ہدیۃ المہدی:117)

گمراہ اور حرام بدعت وہ ہے جس سے کوئی سنت متروک ہو جائے اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے۔ لہذا ہمیں بدعت کے صحیح مفہوم اور حکم کو جاننے کیلئے تقسیمات بدعت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

ابتدائی طور پر بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ بدعت لغویہ 2۔ بدعت شرعیہ

جس کیلئے اہلسنت بالعموم "بدعت حسنہ" اور "بدعت سیئہ" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اس تقسیم اول کی اصل حدیث یوں مذکور ہے۔

امام الحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفیٰ 281ھ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں اون کے کپڑے پہنے کچھ المرانی لوگ آئے آپ ﷺ نے ان کی حالت کو دیکھ کر صدقہ کی ترغیب دلائی لیکن صحابہ کرام نے تاخیر فرمائی جس کی وجہ سے چہرہ مصطفےٰ ﷺ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر ایک انصاری صحابی دراہم کی ایک تھیلی لے کر حاضر ہوئے ان کے پیچھے مخیرّ حضرات کا تانتا بند گیا جس کی وجہ سے آپ کے چہرہ پر خوشی نمودار ہوئی تو آپ نے فرمایا۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِ سْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِ هِمْ شَيْئٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَ لَايَنْقُصُ مِنْ اَوْزَ ارِهِمْ شَيْئٌ.

(صحیح مسلم: کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ، ص 1073 رقم الحدیث 1017)

جس شخص نے اسلام میں کسی نیک طریقہ (بدعت حسنہ) کی ابتدا کی اوراس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو عمل کرنے والوں کے برابر اجر ابتدا کرنے والے کو ملے گا اس حال میں کہ عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ جس شخص نے اسلام میں کسی برے طریقے (بدعت سیئہ) کا آغاز کیا اور اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو عمل کرنے والو ں کے گناہ کے برابر گناہ ابتدا کرنے والے کو دیا جائے گا اس حال میں کہ عاملین کے گناہ میں کوئی کمی بھی نہیں کی جائے گی۔

محترم قارئین!

اس حدیث میں ''سنۃ حسنۃ'' اور سنۃ سیئۃ'' سے مراد اللہ کے نبی کی سنت نہیں کیونکہ نبی کی سنت سیئۃ نہیں ہوتی بلکہ سنت کو سیئۃ کہنے والا خارج از اسلام ہوتا ہے۔ یہاں ان سنۃ

حسنہ سے مراد بدعت حسنہ جسکو بدعت لغویہ بھی کہا جاتا ہے اور سنۃ سیئۃ سے مراد بدعت سیئۃ جس کو بدعت شرعیہ بھی کہا جاتا ہے۔

## بدعت لغوی

بدعت لغوی سے مراد وہ کام ہیں جو واضح طور پر کتاب وسنت سے ثابت نہ ہوں لیکن انکی اصل شریعت مصطفیٰ ﷺ میں موجود ہو جیسے نماز تراویح کی جماعت، قرآنی آیات پر اعراب، علوم دینیہ کو سمجھنے کے لئے صرف ونحو، اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ اور دیگر علوم عقلیہ وغیرہ کی تعلیم کا اہتمام کرنا امور ''بدعت لغویہ'' میں شامل ہیں۔

امام ابن تیمیہ متوفی 728ھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فرمان '' نِعۡمَۃُ الۡبِدۡعَۃِ ھٰذِہٖ '' کے ذیل میں بدعت لغوی کی وضاحت یوں کرتے ہیں۔

اِنَّمَا سَمَّا ھَا بِدۡعَۃً لِاَ نَّ مَا فُعِلَ اِبۡتِدَاءً بِدۡعَۃٌ لُغَۃً وَلَیۡسَ ذَالِکَ بِدۡعَۃً شَرۡعِیَّۃً. (منہاج السنۃ:224،4)

اِسے (یعنی باجماعت نماز تراویح کو) بدعت اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ عمل اس سے پہلے اس انداز پر نہیں ہوا تھا لہٰذا یہ ''بدعت لغوی'' ہے، بدعت شرعی نہیں ہے۔

## بدعت شرعی:

بدعت شرعی سے مراد ایسے کام ہیں جو نہ صرف کتاب وسنت کے مخالف ہوں بلکہ اجماع کے بھی مخالف ہوں یعنی انکی اصل کتاب وسنت اور آثار صحابہ میں موجود نہ ہو۔

شیخ ابن رجب حنبلی متوفی 795ھ رحمۃ اللہ علیہ بدعت شرعی کی ان الفاظ میں تعریف کرتے ہیں

''اَلْمُرادُ بِالْبِدْعَۃِ مَا اُحْدِثَ مِمَّا لَا اَصْلَ لَہٗ فِی الشَّرِیْعَۃِ یَدُلُ عَلَیْہِ.''

(جامع العلوم والحکم: ج1،ص252)

بدعت شرعی سے مراد ہر وہ نیا کام ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل موجود نہ ہو جو اس پر دلالت کرے۔

فی زمانہ جو لوگ کسی لحاظ سے بھی بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تقسیم جائز نہیں مانتے وہ بھی بدعت کو بدعت لغوی اور بدعت شرعی میں تقسیم کرتے ہیں جبکہ ہم بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کیساتھ بدعت لغوی اور بدعت شرعی کی تقسیم کو بھی مانتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جس کو وہ بدعتِ شرعی کہتے ہیں ہم اسکو بدعت سیئہ کہتے ہیں۔ اور جس کو وہ بدعت لغوی کہتے ہیں ہم اسکو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔

لہٰذا کسی بھی نئے عمل کی حلت و حرمت کو جانچنے کیلئے اسے دلیل شرعی کی طرف لوٹایا جائے گا اگر وہ عمل موافقِ دلیل ہے تو ''بدعت حسنہ'' کہلائے گا اور اگر مخالف دلیل ہو تو وہ ''بدعت سیئہ'' ہوگا۔

امام بدر الدین عینی متوفی 855ھ رحمۃ اللہ علیہ بدعت کی تعریف و تقسیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بدعت کی دو اقسام ہیں۔ ''اِنْ کَانَتْ مِمَّا یَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَحْسَنٍ فِی الشَّرْعِ فَھِیَ بِدْعَۃٌ حَسَنَۃٌ. وَاِنْ کَانَتْ مِمَّا یَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَقْبَحٍ فِی الشَّرْعِ فَھِیَ بِدْعَۃٌ مُسْتَقْبَحَۃٌ''

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: کتاب التراویح، باب فضل من قام رمضان، ج11،ص178، ماتحت رقم الحدیث 2010)

اگر یہ شریعت کے مستحسنات (احسن امور) کے تحت آئے تو یہ بدعت حسنہ ہے اور اگر یہ شریعت کے مستقبحات (قبیح امور) کے تحت آئے تو یہ بدعت قبیحہ ہوگی۔

علامہ اسماعیل حقی متوفیٰ 1137ھ رحمۃ اللہ علیہ بدعت سیئہ کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

''اِنَّ البِدْعَةَ هِیَ الْفِعْلَةُ الْمُخْتَرَعَةُ فِی الدِّیْنِ عَلٰی خِلَافِ مَا کَانَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ کَانَتْ عَلَیْهِ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ''

(تفسیر روح البیان: الفتح، آیت 10، ج9،ص29)

''بدعت اس فعل کو کہا جاتا ہے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کیخلاف گھڑا جائے، ایسے ہی وہ عمل جو صحابہ وتابعین رضی اللہ عنھم کے طریقے کے بھی مخالف ہو''۔

بدعت حسنہ بدعت لغوی ہے۔

امور صالحہ کو انکے نئے پن کی وجہ سے بعض علماء اور محدثین بدعت لغوی اور بعض بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ حقیقت میں دونوں اصطلاحات کا مفہوم ایک ہی ہے۔ صرف الفاظ کا فرق ہے۔ پیچھے بیان کیا جاچکا ہے کہ ہم بدعت حسنہ اور سیئہ کی تقسیم کیساتھ ساتھ بدعت شرعی اور بدعت لغوی کی تقسیم کو بھی مانتے ہیں۔ ہم ان تقسیمات میں کوئی تضاد نہیں سمجھتے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جس کو وہ بدعت لغوی کہتے ہیں ہم اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جس کو وہ بدعت شرعی کہتے ہیں ہم اسکو بدعت سیئہ کہتے ہیں۔

## بدعت حسنہ کی تین اقسام ہیں۔

1۔ بدعت واجبہ 2۔ بدعت مستحبہ 3۔ بدعت مباحہ

**1۔ بدعت واجبہ:**۔ ابراھیم بن موسیٰ الشاطبی متوفی 590ھ رحمۃ اللہ علیہ بدعت واجبہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"وہ نیا کام جو اپنی ہئیت میں تو بدعت ہو لیکن اسکا وجود واجب کی طرح دین کی ضرورت بن جائے اور اسے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو جیسے فہم دین کے لئے علوم عقلیہ ونقلیہ کے سیکھنے کا اہتمام اور قدریہ، جبریہ، مرجیہ اور جہمیہ وغیرہ گمراہ فرقوں کا ردسب بدعت واجبہ ہیں۔ (الاعتصام: ج2،ص111)

**2۔ بدعت مستحبہ:** ابوزکریا یحیٰ بن شرف النووی متوفی 677ھ رحمۃ اللہ علیہ بدعت مستحبہ کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

جو کام اپنی ہئیت میں نیا ہو لیکن شرعاً ممنوع ہو نہ واجب۔ بلکہ عام مسلمان اسے کارِثواب سمجھ کر کریں بدعت مستحبہ کہلاتا ہے۔ اس کے نہ کرنے والا گناہ گار نہیں ہوتا لیکن کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ جیسے مدارس کی تعمیر اور نمازِ تراویح کی جماعت، محافلِ میلاد، محافلِ عرس وغیرہ جنہیں عام مسلمان کارِثواب سمجھ کر منعقد کرتے ہیں اور ان میں شرکت نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہوتا (تہذیب الاسماء واللغات: ج1،ص23)

**3۔ بدعت مباحہ:** الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الھیتمی مکی متوفی 974ھ رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت مباحہ کی تعریف یوں کی۔

وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور مسلمان صرف جائز سمجھ کر ثواب کی نیت کے بغیر اختیار کرلیں بدعت مباحہ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ فقہاء نے فجر اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ

کرنے اور عمدہ، لذیذ کھانے اور مشروبات کے استعمال کو "بدعتِ مباحہ" سے تعبیر کیا ہے۔

(الفتاوی الحدیثیہ :ص 130)

# بدعت سیئہ کی اقسام

1۔ بدعت محرمہ 2۔ بدعت مکروہہ

**1 بدعت محرمہ:** ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی 677ھ رحمۃ اللہ علیہ بدعت محرمہ کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

وہ نیا کام جس کی وجہ سے دین میں اختلاف واقع ہو یا وہ نئے کام جو دین کے مخالف ہوں جیسے قدریہ، جبریہ، مرجیہ وغیرہ کا وجود، جبکہ ان مذاہب باطلہ کی مخالفت "بدعت واجبہ" کا درجہ رکھتی ہے۔ (تہذیب الاسماء واللغات: ج1،ص22)

**2 بدعت مکروہہ:** الشیخ احمد شہاب الدین الھیتمی مکی متوفی 974ھ رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت مکروہ کی تعریف یوں کی ہے۔

وہ نئے کام جن سے سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ چھوٹ جائے متقدمین نے اس میں مساجد کی بلاضرورت اور فخریہ آرائش وتزئین وغیرہ کو شامل کیا ہے

(الفتاوی الحدیثیہ 130)

فی زمانہ لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے ہر بدعت کو گمراہی کی نظر کر کے عاملین کو فی النار کی دھمکی دی جاتی ہے حالانکہ حقیقت اس سے مختلف ہے۔ گذشتہ حدیث مبارکہ میں لفظ "مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً" اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ اسلام میں

ہر نیا عمل گمراہی نہیں۔ بلکہ اگروہ موافقِ اسلام ہوتو عاملین اور مبتدئین اجر کے مستحق ہوتے ہیں۔ ہاں اگروہ دوسری قسم یعنی ''مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً'' ہو، یعنی مخالف اسلام ہو، تو وہ گمراہی وضلالت ہے۔

جبکہ علامہ صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی 1308ھ بھی بدعت ضالۃ کی تعریف وہی کرتے ہیں کہ جو بدعت سیئہ کی گئی ہے۔ جسکو شیخ وحید الزماں متوفی 1327 نے نقل کیا

اَلْبِدْعَۃُ الضَّلَالَۃُ الْمُحَرَّمَۃُ هِیَ الَّتِیْ تَرْفَعُ السُّنَّۃَ وَالَّتِیْ لَا تَرْفَعُ شَیْئًا مِنْهَا فَلَیْسَتْ هِیَ مِنَ الْبِدْعَۃِ بَلْ هِیَ مُبَاحُ الْاَصْلِ.

(ہدیۃ المھدی: ص117)

بدعت وہ ہے جس سے کوئی سنت متروک ہو جائے جس بدعت کی وجہ سے کوئی سنت نہ ترک ہوتی ہو وہ بدعت نہیں بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے۔

## قبولیت بدعت:۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر بدعت قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہوتی لیکن بے شمار بدعات ایسی ہیں جو قرآن وحدیث کے مخالف نہیں۔ انہیں بدعات مستحبہ کہا جاتا ہے۔ اگر حقیقت کو جانے بغیر ہر نئے کام کو بدعت مذمومہ تصور کرلیا جائے تو خلفاء راشدین کے زمانہ سے لیکر آج تک کے بے شمار شرعی اور اجتہادی مسائل ومعاملات کا ضلالت وگمراہی ماننا لازم آئے گا۔ جو کہ دین اسلام کو تنگ نظر ثابت کرنے کے مترادف ہے۔ اسلئے اگر کوئی عمل قرآن وحدیث میں موجود تو نہ ہولیکن امت اسکو نیک جانتے ہوئے جاری کرے تو وہ عند الناس ہی نہیں بلکہ عنداللہ بھی درجۂ قبولیت کو پانے والا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"مَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسناً فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ قَبِيحاً فَهُوَعِنْدَ اللّٰهِ قَبِيحٌ"

(مسند البزار: باب زربن حبیش عن عبداللہ، ج5، ص212، رقم الحدیث1816)

بطورِ دلیل ہم قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر رہبانیت کو فرض نہیں فرمایا تھا، لیکن جب قوم نے اس بدعت کو اپنے اوپر لازم قرار دے دیا تو اس کے پابند رہنے والوں کو مستحقِ اجر ہی نہیں ٹھہرایا بلکہ اسکا مذاق اڑانے والوں کی تردید کرتے ہوئے انہیں فاسق قرار دیا۔

"وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ" (القرآن: الحدید، 27)

اور رہبانیت (ترک دنیا) کی بدعت انہوں نے خود ایجاد کی، ہم نے ان پر فرض نہیں کی۔ مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے شروع کی، پھر اسکی رعایت نہ کر سکے جیسا کہ رعایت کا حق تھا۔ سو ہم نے انکو جو ان میں سے ایمان لائے تھے اجر عطا کر دیا، اور اکثر لوگ بہت نافرمان ہیں۔

مذکورہ آیت میں قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ رہبانیت دینِ عیسوی کا حصہ نہ تھی جس پر "ماکتبنھا علیھم" دلالت کرتا ہے لیکن انکے اس بدعتِ مستحبہ کو قربِ خدا کا ذریعہ بنا لینے سے دینِ عیسوی کا حصہ ٹھہری، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس بدعتِ رہبانیت کی

مذمت نہیں کی بلکہ اس بدعت مستحبہ کا حق ادا نہ کرنے والوں کو نافرمان قرار دیا ہے۔

بدعت مستحبہ کی مقبولیت کی وجہ سے صحیح رہبانیت کا تصور دینِ عیسوی میں موجود ہے جس کی طرف اشارہ سرکار علیہ السلام نے سے فرمایا

امام حسین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفیٰ 516ھ نقل فرماتے ہیں۔

"لَا رَهْبَانِیَّةَ فِی الْاِسْلَامِ"

(شرح السنہ للبغوی: کتاب الصلوۃ، باب فضل القعود فی المسجد، ج2، ص370، رقم الحدیث484)

یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں گویا کہ پہلی شریعت میں رہبانیت کا تصور موجود تھا اور تصور کہاں سے آیا۔؟ نہ تو "مُنَزَّلُ مِنَ اللّٰهِ" ہے اور نہ ہی "مُقَرَّرُ مِنَ الرَّسُوْلِ". بلکہ طالبینِ حق کا قرب خدا کے لئے کیا جانے والا عمل "بدعت مستحبہ" ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر بدعت مردود نہیں، بلکہ جو "بدعت حسنہ" ہو وہ مقبول ہوتی ہے اور اسکے متبعین (پیروی کرنے والے) اسی طرح اجر وثواب کے مستحق ہوتے ہیں جس طرح کہ بدعت رہبانیت کے قائلین کے لئے ارشاد فرمایا

"فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ"

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت کے فتوؤں کی نظر کر دینا لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کی محبتوں کا قتل عام ہے۔ کیونکہ اگر سابقہ امتیں ترک دنیا کو قرب خدا کا ذریعہ بنالینے سے اجر وثواب کی مستحق ہوئیں، تو امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ میلاد کو نعمتِ عظمیٰ مانتے ہوئے اظہارِ تشکر کے طور پر منائیں تو اس عمل کو مردود کیوں کہا جاتا ہے۔؟

حالانکہ ارشاد خداوندی ہے۔

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ"

(القرآن: الیونس، آیت58)

جب اس عمل کو شروع کرنے میں امتِ مصطفیٰ ﷺ کا مقصد ہی رضائے خدا عزوجل اور قربِ مصطفیٰ ﷺ ہے ،تو پھر اسکو بدعت اور گمراہی کیوں کہا جاتا ہے۔؟ مذمت کرنی ہے تو ''جشن میلاد النبی ﷺ'' میں کم علم مسلمانوں کے غیر شرعی امور کی جائے نہ کہ ''جشن میلاد النبی ﷺ'' کی۔ کیونکہ مذکورہ آیت سے واضح ہے کہ رضائے الٰہی کے لئے شروع کیا گیا ہر کام مطلقاً ناجائز وحرام نہیں، بلکہ موافقِ شرع کام جائز اور مقبول ومحمود ہوتا ہے۔اور ایسا کام بدعت حسنہ کہلاتا ہے جس کے مقاصد کا حصول ضروری ہوتا ہے۔

اسی آیت کے ضمن میں سید محمود آلوسی متوفیٰ 1270ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''وَلَیْسَ فِی الْاٰیَةِ مَا یَدُلُّ عَلٰی ذَمِّ الْبِدْعَةِ مُطْلَقاً وَالَّذِیْ تَدُلُّ عَلَیْهِ ظَاهِرًا ذَمُّ عَدَمِ رِعَایَةِ مَاالْتَزَمُوْهُ.

(تفسیر روح المعانی:الحدید،آیت 27، ج27،ص270،)

آیت میں بدعت کی مطلق مذمت نہیں کی گئی بلکہ ظاہری طور پر جو مذمت کی گئی ہے وہ بدعت رہبانیت کے حقوق کی عدمِ رعائیت کی وجہ سے ہے۔لہذا ''جشن میلاد النبی ﷺ'' کو بدعت کہنے کی بجائے ہمارے معاشرے میں پائے جانے والے ان امور کی مذمت کی جائے جو مذمت کے لائق ہیں۔

ورنہ سارے کے سارے علوم وفنون اپنی ظاہری صورت کے اعتبار سے بدعت ہیں۔اگر ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا جائے تو اس معنی کے اعتبار سے مدارس کے موجودہ نظامِ تعلیم کا جدوَل اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے ظاہری زمانہ میں نہ تھا۔کسی صحابی نے درسِ نظامی نہیں کیا۔اور نہ ہی مدارس کی عالیشان بلڈنگ، مساجد کی ایسی نقش ونگاری اور لاوڈ

سپیکر کا اہتمام فرمایا۔

ان کے جواز کی صورت صرف یہی ہے کہ یہ بدعت مستحبہ ہیں۔ اگر ان اشیاء کو زندگی کی ضرورت سمجھتے ہوئے مستحب جانتے ہیں تو ہمیں ''جشن میلادُ النبی ﷺ کو بھی ایمان کی ضرورت سمجھ کر قبول کر لینا چاہیے۔ اگر چہ وہ بدعت مستحبہ ہی ہے۔

اگر بدعت کے اس مفہوم کو گمراہی کا معیار قرار دیا جائے تو دین اور دنیا کے تمام جدید نظام سے آنکھ بند کرنا پڑے گی جو کہ ترقی کی اس سائنسی اور علمی دوڑ میں مسلمانوں کو مفلوج کرنے کے مترادف ہے۔

## اصحاب مصطفےٰ ﷺ اور تصوّر بدعت۔

کسی چیز کو ''بدعت'' کہہ دینے سے اس فعل کی حرمت ثابت نہیں ہو جاتی بلکہ یہ لفظ تو کسوٹی ہے کہ عملِ بدعت وہ ہے جسکی سند قرآن و حدیث اور آثار صحابہ میں نہیں ہے لہٰذا اسے درجہ استحباب میں رکھا جائے۔ کیونکہ کسی بھی عمل کا موافق دین ہونا بدعت حسنہ جبکہ مخالف دین ہونا بدعت سیئہ ہونیکی دلیل ہے۔

علامہ بدرالدین عینی متوفی 855ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

اِنْ کَانَتْ مِمَّا یَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَحْسَنٍ فِیْ الشَّرْعِ فَھِیَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَاِنْ کَانَتْ مِمَّا یَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَقْبَحٍ فِیْ الشَّرْعِ فَھِیَ بِدْعَةٌ مُّسْتَقْبَحَةٌ.

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری: کتاب التراویح، باب فضل من قام رمضان، ج 11، ص 178، تحت رقم الحدیث 2010)

اگر یہ بدعت شریعت کے مستحسنات کے تحت آجائے تو بدعت حسنہ اور اگر یہ

شریعت کے مستقبحات کے تحت آجائے تو بدعت قبیحہ ہوگی۔ کیونکہ اللہ کے نبی اور صحابہ کرام کا کسی کام کو ترک فرما دینا حرمت کی دلیل نہیں ہے۔

ذیل میں ہم ایسی امثلہ آثار صحابہ سے پیش کرتے ہیں کہ جن کو صحابہ کرام نے بدعت کہا مگر وہ حرام و گمراہی نہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیساتھ رمضان کی ایک رات مسجد کے قریب سے گزرا لوگ متفرق تھے ایک آدمی تنہا نماز تراویح پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی گروہ کیساتھ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اِنِّی اَرٰی لَوْ جَمَعْتُ ھٰؤُلآءِ عَلٰی قَارِئٍ وَاحِدٍ لَکَانَ اَمْثَلَ''.

میرے خیال میں اگر انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ پس آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب کو جمع کر دیا۔ پھر میں دوسری رات انکے ساتھ گزرا تو لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' نِعْمَ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ '' یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔ اور رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سو جاتے ہیں، اس سے بہتر وہ حصہ ہے جس میں وہ قیام کرتے ہیں۔ مراد رات کا آخری حصہ تھا جبکہ لوگ پہلے حصہ میں قیام کرتے تھے۔

(صحیح بخاری: کتاب صلوٰۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، ص322، رقم الحدیث 2010)

ہر نئے کام کو بدعت اور گمراہی گردانتے والوں کے لئے مقام فکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے اعلانیہ نمازِ تراویح کو ترک فرما دیا تھا کہیں امت پر گراں نہ گزرے حالانکہ قیامِ لیل (رات کا قیام) غیر رمضان میں محبوب تھا تو رمضان المبارک کی پیاری راتوں میں

عالم کیا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو قیام رمضان اتنا پسند ہے کہ تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

''مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیمَا نًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّ مَ مِنْ ذَنْبِہٖ''

(بخاری: کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، ص322، رقم الحدیث2009 دار السلام)

لیکن اس کے باوجود نمازِ تراویح کی جماعت کی تعلیم نہیں فرمائی۔

جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں بھلائی محسوس کرتے ہوئے جماعت کا اہتمام فرمایا ربیع الاول میں ''جشن میلاد النبی ﷺ'' کے عظیم موقع پر یہ سوال اٹھاتے ہوئے سوچنا چاہیئے کہ نماز تراویح کی جماعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم بھی نہیں فرمایا، تیئس سالہ دور نبوت میں بھی تعلیم نہیں دی گئی اڑھائی سالہ خلافت ابوبکر، میں بھی اس کا اہتمام نہیں ہوا مگر اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس نئے کام کا آغاز فرما کر ''نِعْمَ الْبِدْ عَۃُ ھٰذِہٖ'' کا فتویٰ ارشاد فرماتے ہوئے خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔ لہٰذا جو لوگ کہتے ہیں کہ 'میلاد النبی ﷺ کا جشن' نہ تو سرکار علیہ السلام نے منایا، نہ خلفاء راشدین نے اہتمام فرمایا حالانکہ یہ ایک بدعت مستحبہ ہے، اسکے لئے ایسے سوالات غلط فہمی ہی نہیں بلکہ علمی وفکری اعتبار سے باعثِ ندامت اور قابل افسوس بھی ہیں۔ اعتراض کرنے والوں کو تعصب کی عینک اتار کر " فَلْیَفْرَ حُوْاھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ " سے درس عشق ومحبت لینا چاہیئے کہ اگر دنیا کی نعمت ملنے پر خوشی کا اظہار کرنا بدعت وگمراہی نہیں بلکہ عینِ اسلام ہے تو جنکے صدقے نعمتوں کو مقام شرف میسر آیا انکے یوم میلاد پر خوشی منانا حرام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کا اپنا پیغام ہے۔

سوال۔

اگر کہنے والا کوئی کہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ''نعم البدعۃ ھٰذہٖ'' فرما کر اسکے اچھا ہونے کی سند دی ہے تو تم بدعت کو اپنی مرضی سے اچھا کہہ لیتے ہو اسکا معیار کیا ہے؟

جواب:۔

گذشتہ صفحات میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جس بدعت سے قرآن وسنت کی مخالفت ہو وہ بدعت سیئہ مذموم ہے اور جس سے دین اسلام کی مخالفت نہ ہوتی ہو وہ بدعت حسنہ ہے۔ اگرچہ اسکے لئے لفظ ''نعم'' نہ بھی بولا جائے یہ اپنی ہیئت کے اعتبار سے ہی حسنہ کہلاتی ہے کیونکہ اسکی وجہ سے قرآن وسنت کی مخالفت نہیں بلکہ موافقت ہوتی ہے۔

امام بخاری متوفی 256ھ رحمۃ اللہ علیہ السلام روایت کرتے ہیں۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّ بَيْرِ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ اِلٰى حُجْرَةِ عَا ئِشَةَ ، وَاِذَا اُنَا سٌ يُصَلُّوْنَ فِيْ الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الضُّحٰى ، قَا لَ : فَسَاَ لْنَا هُ عَنْ صَلَا تِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ ؟ قَالَ: اَرْبَعٌ ـ

(صحیح بخاری کتاب العمرہ، باب كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ، رقم الحدیث 1775، ص286)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے ان لوگوں کی نماز کے متعلق پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''بدعۃ'' پھر ان سے گذارش کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ

نے کتنے عمرے کئے فرمایا چار۔

اس حدیث پاک سے واضح ہو گیا کہ کسی عمل پر لفظ بدعت کا استعمال اسکی قباحت اور حرمت کا ثبوت نہیں ہوتا بلکہ یہ اظہار مقصود ہوتا ہے کہ اسکی سند قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ کیونکہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے نماز میں حریص ہونے کے باوجود چاشت کی نماز کو اتنی پابندی اور اجتماع کیساتھ ادا نہیں کیا کہیں امت کے لئے واجب نہ ہو جائے لیکن امت نے اسکو اپنایا مگر بدعت حسنہ سمجھتے ہوئے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

''لَیَدَعُ الْعَمَلَ وَھُوَ یُحِبُّ اَنْ یَّعْمَلَ بِہٖ خَشْیَۃَ اَنْ یَّعْمَلَ بِہٖ النَّاسُ فَیُفْرَضُ عَلَیْھِمْ وَمَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سُبْحَۃَ الضُّحٰی قَطُّ وَاِنِّی لَاُسَبِّحُھَا۔

(صحیح بخاری: کتاب التہجد، باب تحریض النبی ﷺ علی قیام اللیل، ص 181، رقم الحدیث 1128)

رسول اللہ ﷺ کسی عمل کو بعض دفعہ اس وجہ سے چھوڑ دیتے تھے کہیں امت پر فرض نہ ہو جائے حالانکہ اسکا کرنا آپ ﷺ کو محبوب ہوتا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے نماز چاشت کو ہمیشگی سے نہیں پڑھا لیکن میں پڑھتی ہوں۔

اب غور طلب امر یہ ہے اگر لفظ بدعت میں اتنی ہی خرابی ہوتی کہ ہر بدعتی گمراہ ہوتا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی نگاہوں کے سامنے نماز چاشت کے اہتمام کو دیکھ کر بدعت قرار دینے کے بعد خاموشی اختیار نہ فرماتے کیونکہ ان کا ایمان تو اتنا کمزور نہ تھا کہ برائی کو دل سے برا جانیں بلکہ وہ تو اپنے زور بازو سے نفاذِ حق کا عزم رکھتے تھے۔

## جشن میلا دالنبی ﷺ عمل مباح:۔

کسی بھی چیز کی حرمت کو جاننے کے لئے نصوص قطعیہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کیونکہ احکام شرع کو جاننے کیلئے متفقہ قاعدہ یہ ہے۔

"اَلْاَصْلُ فِی الْاَ شْیاءِ اْلِا بَا حَةُ"

(حاشیة قرة العیون الاخیار تکملة ردالمختار: کتاب الاشربه، باب الخمر، ج7، ص15)

جب ہر چیز اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہوتی ہے، تو حرمت کا فتوی اس وقت تک صادر نہیں کیا جائے گا جب تک کہ قرآن وحدیث سے واضح نص نہ مل جائے۔

فی زمانہ میلا دالنبی ﷺ کے عظیم موقع پر خوشی منانے کو محض اس وجہ سے بدعت وحرام کا فتویٰ لگا دیا جاتا ہے کہ ان اعمال کے جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

حالانکہ اس کی حرمت پر نص کا موجود نہ ہونا ہی اباحت کو ثابت کرنے والا ہے۔

ہمارے سادہ لوح لوگوں کو محاسن اعمال سے دور کرنے کے لئے لفظِ بدعت بول کر شک میں ڈال دیا جاتا ہے، اور وہ دلائل کی کھوج میں رہتے ہیں۔ حالانکہ جو صاحب "جشن میلا دالنبی ﷺ" کو گمراہی کہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اس پر دلیل قائم کرے۔ کیونکہ دلیل تو مدعی پر ہوتی ہے، نہ کہ مدعیٰ علیہ پر۔

حرام ہونے کا فتویٰ تو ان کی طرف سے ہے ورنہ ہم تو اباحت کے قائل ہیں۔ فرض واجب تو ہم نہیں کہتے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی 279ھ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

"اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَ الْیَمِیْنُ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْہ".

(جامع ترمذی: ابواب الاحکام، باب ماجآء ان البینۃ علی المدعی رقم الحدیث 1314)

"دلیل دعویٰ کرنے والے پر ہے جب کہ قسم جس پر دعوی کیا گیا اس پر ہے"۔

لہٰذا جشن میلاد النبی ﷺ کو بدعت اور گمراہی کہنے سے پہلے دلائل میں چھان بین کرنا چاہیئے۔

رہی یہ بات کہ اسکا ثبوت سرکار ﷺ کی مبارک زندگی میں نہیں تو یہ کہہ دینا بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ کسی کام کا چھوڑ دینا اسکی حرمت کی دلیل نہیں بلکہ اباحت پر دلالت کرتا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفیٰ رحمۃ اللہ علیہ 725ھ اس قاعدہ کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"اَلْفِعْلُ یَدُلُّ عَلَی الْجَوَازِ وَعَدَمُ الْفِعْلِ لَا یَدُلُّ عَلَی الْمَنْعِ".

(فتح الباری شرح صحیح بخاری: ج10، ص155)

یعنی کسی کا کام کرنا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے جبکہ نہ کرنا اس کے ناجائز ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ یعنی الا صل فی الا شیاء اباحۃ، لہٰذا جب "جشن میلاد النبی ﷺ" پر واضح دلیل نہیں تو، ہمیں ان کی وجہ سے اس عمل مستحسن کو حرام نہیں گردانا چاہیئے یہ کذب بیانی ہے جس سے اللہ کریم نے منع فرمایا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ

لِتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ. (القرآن : النحل، 116)

''اور جن چیزوں کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھو بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔

مذکورہ آیت سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جس چیز کے حکم پر قرآن خاموش ہو وہاں ایمان والوں کو حق نہیں پہنچتا کہ افتریٰ بازی کریں یعنی اسکی حلت وحرمت میں دست و گریباں ہوں۔ بلکہ وہ مباح ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی 279ھ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ اللہ کے نبی ﷺ سے گھی، پنیر اور دوسری اشیاء کے بارے سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ''.

(جامع ترمذی : کتاب اللباس ، باب فی لُبْس الفِرَاء ، ص494 رقم الحدیث1726)

جس چیز کو اللہ نے حلال بیان کر دیا تو وہ حلال ہے جس کو حرام بیان کر دیا وہ حرام ہے اور وہ اشیاء جن میں خاموشی اختیار کی گئی ہے وہ تمہارے لئے معاف ہیں۔

امام حافظ علی بن عمر الدار قطنی متوفّٰی 385ھ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُنْتَهِكُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا

تَعۡتَدُوۡهَا وَ سَكَتَ عَنۡ اَشۡيَاءَ مِنۡ غَيۡرِ نِسۡيَانٍ فَلَا تَبۡحَثُوۡا عَنۡهَا.

(دارقطنی کتاب الرضاع: ج5، ص325، رقم الحدیث4396)

بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انہیں نہ چھوڑو، کچھ حرام کی ہیں انکی حرمت کو نہ توڑو، اور کچھ حدیں قائم کی ہیں انکی خلاف ورزی نہ کرو، اور کچھ چیزوں سے بغیر بھولے خاموشی اختیار فرمائی گئی ہے اس میں بحث نہ کرو۔

ان احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد ثابت ہوا کہ اگرچہ یہی بات مان لی جائے کہ ''جشن میلاد النبی ﷺ'' کا قرآن وحدیث میں حکم نہیں، وہ تو بہت سی اشیاء کو اس وجہ سے ذکر نہیں کیا گیا کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائیں۔

یعنی امت کیلئے آسانی چاہی گئی ہے۔

تو ذکر نہ ہونے کی وجہ سے یہ درجہ اباحت میں رہا تو اس پر بحث کرنے سے اللہ کے نبی ﷺ نے منع فرمایا۔

ہم ان لوگوں کو دعوتِ فکر دیتے جو ''جشن میلاد النبی ﷺ'' کو محض اس لئے اچھا نہیں سمجھتے کہ یہ عمل بدعت ہے۔ ہم نے پوری تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ یہ بدعت لغویہ (حسنہ) ہے۔ شریعت کے سکوت کی وجہ سے اگر نیک نیتی سے کیا جائے تو جائز ہے۔ لہٰذا آؤ! ''جشنِ میلاد النبی ﷺ'' کی خوشی میں شریک ہو کر ہم اپنے خدا اور رسول کو راضی کریں۔

اگر یہ نصیب میں نہیں تو کم از کم بدعت وگمراہی، بے شعوری ولادینی کے فتوے لگا کر نئی سے نئی بحثوں میں امت کو مت الجھاؤ۔

کیونکہ اسلام نے سکوتی احکام میں بحث کرنے سے منع فرمایا ہے۔

## دینِ اسلام آسان ہے۔

سابقہ ادیان کے مقابلہ میں اسلام آسان دین ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو تنگ نظری نہیں دیتا بلکہ حدود اسلام میں فراخ دلی عطا فرماتا ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"یُرِیدُاللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ" (القرآن: البقرہ،185)

"اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا"۔

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی 360ھ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت ابوامامہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا:

اِنَّما بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفَةِ السَّمْحَةِ وَلَمْ اُبْعَثْ بِالرَّهْبَانِیَّةِ الْبِدْعَةِ.

(المعجم الکبیر: باب عفیر بن معدان عن سلیم بن عامر، ج8،ص170،رقم الحدیث 7715.)

"بے شک میں ایسے دین حنیف کے ساتھ بھیجا گیا ہوں جو کہ نہایت آسان ہے اور خودساختہ رہبانیت کے ساتھ نہیں بھیجا گیا"۔

مذکورہ آیت اور حدیث نبوی ﷺ سے جب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ دین اسلام آسانیوں کا حامی ہے دشواریاں پیدا کرنا اسکا حصہ نہیں ہے۔ تو ہم کون ہوتے ہیں کسی کی جائز خوشی میں دشواریاں پیدا کرنیوالے، جب اسلام کسی کی انفرادی

جائز خوشی میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتا تو کسی کو کیا حق ہے کہ مسلمانوں کے سواد اعظم اہلسنت جماعت کی اجتماعی خوشی ''جشن میلاد النبی ﷺ'' پر بدعت وحرمت کے فتوے صادر کر کے تنگی پیدا کرے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256 رحمۃ اللہ علیہ روایت لکھتے ہیں۔

کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو جب یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ارشاد فرمایا۔

''یَسِّرا وَ لا تعَسِّرا وَبَشِّرا وَلا تنفِّرا وَ تطا وَعا وَلا تخْتَلِفا''.

(صحیح بخاری : کتاب الجهاد ، باب ما یکره من التنازع، ص501،رقم الحدیث3038)

تم دونوں آسانی پیدا کرنا تنگی پیدا نہ کرنا، خوشخبری دینا نفرت نہ پھیلانا باہمی خوش دلی سے کام کرنا اختلاف میں نہ پڑنا۔

اسی حدیث پاک کے تناظر میں دیکھ کر فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ کون آسانی پیدا کرتا ہے کون تنگی؟ کون خوشخبری دیتا ہے اور کون نفرتیں پھیلاتا ہے؟ کون خوش دلی سے کام لیتا ہے اور کون اختلافات کو جنم دیتا ہے؟

یہی میلادی اور فسادی میں فرق ہے۔

اور اللہ کے پیارے نبی ﷺ کی مبارک عادت تھی کہ جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو مصطفےٰ کریم ﷺ ہمیشہ آسانی کو ترجیح دیتے اگر اسمیں کوئی دینی حرج نہ ہوتا۔

امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256 رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں۔

مَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَیْنَ اَمْرَیْنِ قَطُّ اِلَّا اَخذَ اَیْسَرَ ھُمَا مَا لَمْ یَکُنْ

اِثماً۔ (صحیح بخاری: کتاب الادب، باب قول النبی یسروا لاتعسر، ص1068، رقم الحدیث6126)

رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کسی کام میں اختیار دیا جاتا تو اللہ کے نبی ﷺ آسانی کو پسند فرماتے اگراسمیں گناہ نہ ہوتا۔

جب ایک عرصہ دراز سے امت ''جشن میلاد النبی ﷺ'' منا رہی ہے جسمیں کوئی دینی حرج بھی نہیں، قرآن سنت کی کوئی مخالفت بھی لازم نہیں آتی تو پھر ''بدعت'' کہہ نفرت کیوں پھیلائی جاتی ہے۔ حالانکہ اسمیں اختیار ہے۔ منا لو جائز ہے اگر نہ شریک ہوں تو کوئی گناہ نہیں۔ لیکن ''جشن میلاد النبی ﷺ'' کی محافل میں شامل ہونے کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ روحانیت کو بالیدگی میسر آتی، ظاہری زندگی سنوارنے کا موقع ملتا ہے۔ تو پھر اسی کو اختیار کرنا ہی اسلام ہے۔

گذشتہ بحث میں ''جشن میلاد النبی ﷺ'' کو جو بدعت حسنہ ثابت کیا گیا ہے اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ لفظِ بدعت ظاہری جشن کی وجہ سے ہے کہ اسکی موجودہ صورتیں بعینہ قرآن و سنت سے نہیں ملتیں ورنہ اپنی اصل کے اعتبار سے ''جشن میلاد النبی ﷺ'' بدعت نہیں بلکہ تعمیل حکم خدا جل جلالہ، اتباع سنت مصطفےٰ ﷺ اور مطابقت اصحابِ مجتبیٰ ﷺ ہے۔

## تعمیلِ حکم خدا:۔

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا

''قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْاھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ'' (القرآن : یونس،58)

''اے حبیب آپ فرمادیجئے اللہ کے فضل اور رحمت کے ملنے پر خوشی مناؤ، یہ اُن چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں کہیں بہتر ہے۔''

اس آیت میں لفظ ''فَلْيَفْرَحُوْا'' ہمارے موضوع کے عین مطابق ہے کہ ''میلادالنبی ﷺ کا جشن'' آیا شرعاً بدعت و گمراہی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں ''میلادالنبی ﷺ کا جشن'' درحقیقت تعمیلِ حکمِ خدا جل جلالہ ہے۔ کیونکہ حکمِ خدا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ملنے پر خوشی کرو جبکہ فضل اور رحمت سے مراد ذاتِ مصطفےٰ ﷺ ہے۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آپ ﷺ کو فضل اور رحمت سے یاد کیا ہے۔ جسکی ہم مکمل تفصیل ''اطلاق العید علی مولد الحبیب'' میں کرچکے ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف اشرف علی تھانوی متوفی 1364ھ نے بھی کیا۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اور کامل ترین فضل ہیں۔ اس لئے اس آیت کریمہ سے بدلالۃ النص یہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ یہاں رحمت اور فضل سے مراد حضور ﷺ ہیں جنکی ولادت پر اللہ تعالیٰ خوشی منانے کا حکم فرمارہا ہے۔

(خطبات میلادالنبی: ص63،64 ملخص)

مذکورہ آیت مبارکہ میں فَلْيَفْرَحُوا (تم خوشی مناؤ) فرمایا، ''فَلْيَسْجُدُوا'' ''فَلْيَعْبُدُوا'' ''فَلْيُنْفِقُوا'' نہیں فرمایا کیونکہ یہ سب اداءِ شکر کے طریقے تو ہیں مگر ان میں اخفاء مطلوب و محبوب ہے، جبکہ خوشی منانے کا تعلق اظہار کے ساتھ ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا بقیہ تمام نعمتوں کا شکر اگرچہ تم ''اخفا'' کے ساتھ کرلو مگر میں اپنے محبوب ﷺ کے نعمت ہونے کا شکر اظہار کے ساتھ کروانا چاہتا ہوں۔

اس لئے اگر میں نے محبوب ﷺ دے کر اظہار کیا ہے تو تم لیکر اخفا کیوں کرتے

ہو؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو صرف خوشی منانے کا حکم ہی نہیں دیا بلکہ خود خوشی کا اظہار بھی فرمایا ہے۔

## جشن میلاد النبی ﷺ میں خدائی شرکت:۔

کتب سیرت میں کثرت سے ایسی روایات ملتی ہیں کہ جن میں حضور ﷺ کی ولادت شریف کے حالات واقعات کے ساتھ اس بات کا بھی ذکر ہے کہ آپکی ولادت پر اللہ جل مجدہ الکریم نے حالات کی رنگینیوں کو عروج دیکر خوشی کا اظہار فرمایا۔ ہر طرف رحمتوں اور برکتوں کی لہریں بہریں ہوگئیں، قحط زدہ لوگوں میں رزق کی اتنی کشادگی فرمادی کہ میلاد النبی ﷺ کا سال خوشی وسرور کا سال قرار دیا گیا۔

## خوشیوں کا تذکرہ۔

اختصار کے ساتھ چند ایک کا ذکر کرتا ہوں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کریم میلاد النبی ﷺ کے جشن میں اپنی شان کے مطابق خود شریک ہوا۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفیٰ 911ھ نے لکھا۔

''وَکَانَتْ تِلْکَ السَّنَۃُ الَّتِیْ حُمِلَ فِیْھَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یُقَالُ لَھَا سَنَۃُ الْفَتْحِ وَالْاِبْتِھَاجِ''

''جس سال نور مصطفےٰ ﷺ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو عطاء ہوا، وہ سال فتح اور خوشحالی کا سال کہلایا''۔

''فَاِنَّ قُرَیْشاً کَانَتْ قَبْلَ ذَالِکَ فِیْ جَذْبٍ وَ ضِیْقٍ عَظِیْمٍ''

''فَاُخْضِرَتِ الْاَرْضُ وَ حُمِلَتِ الْاَشْجَارُ وَاَتَاھُمُ الرَّغْدُ مِنْ کُلِّ

جَانِبٍ فِیْ تِلْکَ السَّنَۃِ ‘‘ (الخصائص الکبریٰ: ج1، ص47)

’’اہل قریش اس سے پہلے معاشی بدحالی اور قحط سالی میں مبتلا تھے‘‘۔

ولادت مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے بے آب و گیاہ زمین کو ہریالی اور پھل دار درختوں کی خشک شاخوں پر خوشحالی آ گئی۔ اس طرح اہلِ قریش کو ہر طرف سے اس سال خوشی کی نوید نصیب ہوئی۔

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی 1931ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سال کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا۔

’’لَمَّا حَضَرَتْ وِلَادَۃُ آمِنَۃَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِلْمَلَائِکَۃِ اِفْتَحُوْا اَبْوَابَ السَّمَاءِ کُلَّھَا وَ اَبْوَابَ الْجِنَانِ‘‘

’’حضرت آمنہ کے ہاں ولادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو‘‘۔

وَ اُلْبِسَتِ الشَّمْسُ یَوْمَئِذٍ نُوْرًا عَظِیْمًا وَکَانَ اَذِنَ اللّٰہُ تَعَالٰی تِلْکَ السَّنَۃَ لِنِسَاءِ الدُّنْیَا اَنْ یَّحْمِلْنَ ذُکُوْرًا کَرَامَۃً لِمُحَمَّدٍ ﷺ‘‘۔

(انوارِ محمدیہ: ص22)

’’اس روز سورج کو عظیم نور پہنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی عورتوں کے لئے یہ مقدر فرما دیا کہ آپ ﷺ کی برکت سے لڑکے جنیں‘‘۔

علی بن برہان الدین الحلبی متوفی 1044ھ رحمۃ اللہ علیہ نقل فرمایا:۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقیفہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت میں خانہ کعبہ میں تھی،

''رَاَیۡتُ الۡبَیۡتَ حِیۡنَ وَقَعَ قَدِ امۡتَلَأ نُوۡرًا وَرَأَیۡتُ النُّجُوۡمَ تَدۡ نُوۡا حَتّٰی ظَنَنۡتُ اَنَّھَا سَتَقَعُ عَلَیَّ''۔ (السیرة الحلبیہ :ص94)

''میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہو گیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ولادتِ مصطفےٰ ﷺ کے وقت میری آنکھوں سے تمام حجابات اٹھا دیئے گئے حتی کہ مشرق تا مغرب تمام زمین میری آنکھوں کے سامنے کر دی گئی جسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

''وَرَاَیۡتُ ثَلَاثَةَ اَعۡلَامٍ مَضۡرُوۡبَاتٍ عَلَمًا بِالۡمَشۡرِقِ وَ عَلَمًا بِالۡمَغۡرِبِ وَعَلَمًا عَلٰی ظَھۡرِ الۡکَعۡبَةِ'' (السیرة الحلبیہ ،109)

''اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک بیت اللہ شریف کی چھت پر گاڑا گیا''۔

محترم قارئین۔

یہ چند ایک معروف نشانیاں، جن کا اظہار اللہ کریم نے میلاد النبی ﷺ کے جشن کے طور پر کیا۔ پتہ چلا کہ میلاد النبی ﷺ کے جشن میں معمول سے ہٹ کر خوشی کا اظہار کرنا عین مشیتِ خدا ہے، جس کو کسی صورت بھی بدعت نہیں کہا جا سکتا۔

## جشن عید میلاد النبی ﷺ اتباع سنت مصطفےٰ ﷺ :۔

میلاد النبی ﷺ کے جشن کا حکم دینے کے ساتھ جس طرح اللہ کریم نے خود بھی خوشی کا اظہار فرمایا تو جن کے میلاد کا جشن ہے انہوں نے ترغیب صحابہ کے ساتھ ساتھ عملاً

اپنے میلاد پر اظہار تشکر فرمایا:۔

امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی متوفی 211ھ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرماتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَقَّ عَنْ نَفْسِہٖ بَعْدَمَابُعِثَ بِالنُّبُوَّ ۃِ.

(مصنف عبدالرزاق: کتاب الذبائح، باب العقیقہ، ج4، ص329، رقم الحدیث 7960)

بے شک اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ خود فرمایا۔

جبکہ عقیقہ خوشی کے اظہار کی بہترین صورت ہے۔

جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

وَقَدْ أَمَرَ الشَّرْعُ بِالْعَقِیْقَۃِ عِنْدَ الْوِلَادَۃِ وَھِیَ اِظْھَارُ شُکْرٍ وَفَرْحٍ بِالْمَوْلُوْدِ. (الحاوی للفتاوی: 203)

اس لئے شریعت نے بچے کی ولادت کے موقع پر عقیقہ کا حکم دیا ہے، اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ کے شکر کے اظہار کی ایک صورت ہے۔

سوال:۔ ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ دیا ہے میلاد کی خوشی تو نہیں منائی۔؟

جواب:۔ ہم عرض کر چکے ہیں کہ عقیقہ خود خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے۔ والدین اگر بچے کی ولادت پر عقیقہ کریں تو یہ انکی طرف سے اظہار فرحت ہے اگر آدمی خود اپنا عقیقہ کرے تو فرحت پر فرحت ہے۔ یہ تھا الزامی جواب جب کہ تحقیقی جواب یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کر دیا تھا۔

ابوبکر احمد بن حسین البیہقی متوفی 458ھ لکھتے ہیں۔

فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ السَّابِعُ ذَبَحَ عَنْهُ وَدَعَا لَهُ قُرَيْشًا،

(دلائل النبوۃ: تزوج عبداللہ بن عبدالمطلب الخ، ج1 ص113)

جب سرکار ﷺ کی پیدائش کا ساتواں دن ہوا تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپکا عقیقہ کیا اور اہلِ قریش کی دعوت کی۔

سوال:۔ عقیقہ تو زندگی میں ایک بار ہے جب آپ ﷺ کے دادا نے آپکا عقیقہ کر دیا تھا تو پھر دوبارہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنا عقیقہ کیوں فرمایا؟

جواب:۔ تا کہ پتہ چل جائے کہ میں خود اپنے میلاد کا جشن منانے والا ہوں۔

عمدۃ المحققین امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سوال کا جواب دیا۔ کیونکہ ''جشن میلاد النبی ﷺ'' پر اس روایتِ عقیقہ سے استدلال سب سے پہلے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی کیا تھا۔ فرماتے ہیں۔

فَيُحْمَلُ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّ الَّذِىْ فَعَلَهُ النَّبِىُّ ﷺ اِظْهَارًا لِّلشُّكْرِ عَلٰى اِيْجَادِ اللّٰهِ اِيَّاهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَ تَشْرِيعًا لِّاُمَّتِه كَمَا كَانَ يُصَلِّىْ عَلٰى نَفْسِه لِذٰلِكَ فَيُسْتَحَبُّ لَنَا اَيْضًا اِظْهَارُ الشُّكْرِ بِمَوْلِدِه.

(الحاوی للفتاوی: ج1، ص194)

اس کئے جانے والے عقیقے کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ نبی ﷺ نے یہ عمل (اپنے میلاد کے) اظہار تشکر کے لئے کیا تھا۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعٰلمین اور اپنی امت کے لئے شارع بنا کر مبعوث فرمایا، کہ جس طرح نبی پاک ﷺ اپنی ذات پر خود درود پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم بھی آپ ﷺ کے میلاد پر جشن منائیں۔

## جشن میلاد النبی ﷺ اور تعلیم امت:۔

سرکار ﷺ نے اپنے میلاد پر اظہار مسرت خود بھی فرمایا اور اپنی امت کو اسکی تعلیم بھی فرمائی۔

امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قتادہ کی اس حدیث کو روایت فرمایا۔ کہ

" وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِ ثْنَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذَاکَ یَوْمٌ وُلِدْتُّ فِیْہِ "

" سرکار ﷺ سے پیر کے روزہ کے بارے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس دن پیدا ہوا "

(صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب استحباب صیام الخ، ج1، ص422، رقم الحدیث1162)

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہر پیر شریف کو اپنا میلاد مناتے تھے۔ افسوس ہے ایسی سوچ پر جو سال کے بعد منائے جانے والے میلاد النبی ﷺ کے جشن پر بدعت کے فتوے لگاتے ہیں حالانکہ جان عالم ﷺ اپنے میلاد شریف کا جشن ہر پیر شریف کو مناتے تھے۔

اور ہمارا بھی عقیدہ یہی ہے کہ ربیع الاول کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ جب اپنے آپکو نگاہ مصطفے ﷺ کا اسیر بنانا ہو تو میلاد پاک کی محفل شریف کا اہتمام کرلو۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اُس نِگاہِ عِنایت پہ لاکھوں سلام

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے ''جشن میلا دالنبی ﷺ'' کے طریقہ مبارکہ کو جاننے سے پہلے ''جشن میلا دالنبی ﷺ'' کے بارے جو اہلسنت کا عقیدہ ہے اسکو جاننا ضروری ہے۔تا کہ اسی عقیدہ کے تناظر میں ہم اصحاب مصطفےٰ ﷺ کا ''جشن میلا دالنبی ﷺ'' دیکھ سکیں اور عقیدہ اہلسنت کی تصدیق بھی ہو سکے۔

## جشن میلا دالنبی ﷺ اور عقیدہ اہلسنت :۔

سینۂ تاریخ کے اوراق پر ہم اہلسنت و جماعت کے حوالہ سے ظلم کی ایسی داستان رقم کی جارہی ہے،جس سے شعارِ اہلسنت کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسخ کیا جارہا ہے کہ زمانے کا کوئی بھی کام جو کسی کے کھاتے میں نہ پڑتا ہو اس کو اہلسنت و جماعت سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ جو بھنگی ، چرسی اور پاگل لوگوں سے صادر ہونے والے افعال و حرکات ہیں ان کو خاموشی سے شعار اہلسنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔حالانکہ ہر ذی شعور جانتا ہے کہ یہ لوگ دین و دنیا سے لاتعلق ہیں۔انکا اہلسنت سے دور دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں مگر ہمیں بدنام کرنے کے لئے یہ زہر اگلا جارہا ہے۔مگر افسوس عوام اہلسنت پر کہ ہمارا آشیانہ جل رہا ہے مگر ہم پھر بھی خاموش تماشائی۔۔۔۔۔

ذیل میں ہم تعین وتحدید کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اہلسنت کے نزدیک میلا دالنبی ﷺ کا جشن کیا ہے۔؟

عربی زبان میں ''جشن'' کے لئے لفظ ''الاحتفال'' استعمال ہوتا ہے۔

ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ مانع الحمیری میلا دالنبی ﷺ کے ''جشن'' کی تعریف ان

الفاظ میں کرتے ہیں۔

اِنَّ الِا حْتِفَا لَ بِہ یَشْتَمِلُ عَلٰی ذِکْرِ مَوْلِدِہِ الْکَرِیْمِ وَ مُعْجِزَ اتِہٖ وَ سِیْرَ تِہٖ وَ التَّعْرِیْفِ بِہٖ"

(بلوغ المامول فی الا حتفاء والاحتفال بمولد الرسول. ص16)

ہم اہلسنت کے نزدیک میلا دالنبی ﷺ کا ''جشن'' مسلمانوں کے اجتماع میں جان عالم ﷺ کے میلا دشریف کی روایات ، معجزات ، سیرت اور تعریف بیان کرنے پر مشتمل ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی متوفی 1297ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی امام الشاہ نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میلا دالنبی ﷺ کے جشن کی توضیح یوں فرماتے ہیں۔

''میلا دالنبی ﷺ کی محافل کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص یا چند آدمی شریک ہو کر خلوص عقیدت و محبت حضرت رسالت مبارک ﷺ کی ولادت اقدس کی خوشی (جشن) اور اس نعمتِ عظمیٰ ، اعظم نعمِ الٰہیہ کے شکر میں ذکر شریف کے لئے مجلس منعقد کریں اور حالات ولادت باسعادت و رضاعت و کیفتِ نزول وحی واحوال معراج وہجرت و معجزات و اخلاق و عاداتِ آنحضرت ﷺ اور حضور کی بڑائی اور عظمت جو خدا تعالیٰ نے عنایت فرمائی اور حضور کی تعظیم و توقیر کی تاکید اور وہ خاص معاملات وفضائل و کمالات جن سے حضرت احدیت جل جلالہ نے اپنے حبیب ﷺ کو مخصوص اور تمام مخلوق سے ممتاز فرمایا اور اسی قسم کے حالات وواقعات احادیث و آثار صحابہ وکتب مقیدہ سے مجمع میں ذکر کیے جائیں''

(اذاقة الا ثام لمانعی عمل المولدو القیام : ص39.)

امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ رحمۃ اللہ علیہ نے اس ''جشن'' کی صراحت یوں فرمائی ہے۔

عِنْدِیْ اَنَّ اَصْلَ عَمَلِ الْمَوْلِدِ الَّذِیْ هُوَ اِجْتِمَاعُ النَّاسِ وَقِرَأَةُ مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ وَرِوَایَةُ الْاَ خْبَارِ الْوَارِدَةِ فِیْ مَبْدَاِ اَمْرِ النَّبِیِّ ﷺ وَمَا وَقَعَ فِیْ مَوْلِدِهٖ مِنَ الْاٰ یَاتِ ثَمَّهٗ یَمُدُّ لَهُمْ سِمَا طاً یَأْ کُلُوْنَه وَ یَنْصَرِ فُوْنَ مِنْ غَیْرِ زِیَادَةٍ عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الْبِدَعِ.

(الحاوی للفتاویٰ : ص189)

میرے نزدیک میلا دالنبی ﷺ کا (جشن) دراصل ایک ایسی محفل کا نام ہے جس میں لوگ جمع ہو کر بقدر سہولت قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے میلا دشریف کے ابتدائی حالات کے متعلق جو احادیث وآثار وارد ہیں اور جو عظیم نشانیاں ظاہر ہوئیں انہیں بیان کرتے ہیں۔ پھر انکی ضیافت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور وہ ماحضر تناول کرتے ہیں اور وہ اس بدعت (حسنہ) میں کسی زیادتی کے بغیر لوٹ جاتے ہیں۔

گذشتہ عقیدہ اہلسنت و جماعت سے معلوم ہوا کہ سنی ''جشنِ میلا دُ النبی ﷺ'' کا آغاز تلاوت کلام مجید سے، جبکہ دورد وسلام پر اپنی محافل میلا دالنبی ﷺ کا اختتام کرتے ہیں، اس پر سرکارِ دوعالم ﷺ کی ان دو احادیث کو ملاحظہ فرمائیں جس سے اس مسئلہ کا جواب مل جائے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میلا دالنبی ﷺ کے جشن کا کیسے اہتمام فرماتے تھے۔

## منبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا میلاد بیان کرنا:۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 497ھ نے نقل فرمایا۔

فَقَامَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم علَی الْمِنبرِ فقالَ مَنْ انا؟ فقالوا انت رَسُولُ اللّٰہِ عَلَیْکَ السَّلامُ قالَ انَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخلقَ فجعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِم ثُمَّ جعَلَھُمْ فِرْ قَتَیْنِ فَجعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ فِرْ قَۃً ثُمَّ جعَلَھُمْ قَبائِلَ فَجعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ قَبیْلَۃً ثُمَّ جعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ بَیْتًا وَّ خَیْرِھِمْ نَفْسًا.

(ترمذی: کتاب المناقب، باب فضل النبی، ص956، رقم الحدیث3617)

"ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ گر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا: میں کون ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق بنائی تو مجھے بہترین مخلوق میں رکھا، پھر اس کے دو گروہ بنائے تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا، پھر قبیلے بنائے تو مجھے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر ان قبائل کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین گھرانے اور خاندان میں رکھا۔

یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں اپنا میلاد بیان فرمایا۔

# صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا میلاد منانا:۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَةٍ یَعْنِیْ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَدْعُوْا اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰی مَا هَدَانَا لِدِیْنِهٖ وَمَنَّ عَلَیْنَا بِکَ . قَالَ ” آللّٰهُ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذٰلِکَ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِکَ مَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفُکُمْ تُهْمَةً لَّکُمْ وَ اِنَّمَا اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ یُبَاهِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَةَ“

(نسائی: کتاب آداب القضاة ،باب کیف یستحلف الحاکم،ص861، رقم5436)

”ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے اصحاب کے ایک حلقہ سے گزر ہوا۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔؟ انہوں نے عرض کی ،ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے کے لئے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر آپ ﷺ کی وجہ سے احسان فرمایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا تم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا بخدا ہم اسی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی لیکن ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ عزوجل تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔“

## حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماع میں میلاد بیان کرنا

غزوۂ تبوک سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کی تعریف کروں۔ اس موقع پر روایات کے مطابق کم وبیش ایک لاکھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اے چچا جان! فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کے منہ کو طمع کاری سے محفوظ رکھے۔ اس بابرکت وفقید المثال محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جس کی سرپرستی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا چرچا کچھ اس طرح فرمایا:

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِی الظِّلَالِ وَفِیْ ... مُسْتَوْدَعٍ حَیْثُ یُخْصَفُ الْوَرَقُ

ثُمَّ هَبَطْتَّ وَلَا بَشَرٌ ... اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ الْبِلَادَ لَا عَلَقٌ

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْکَبُ السَّفِیْنَ وَقَدْ ... اَلْجَمَ نَسْرًا وَاَهْلَهُ الْفَرَقُ

تُنْقَلُ مِنْ صَالَبٍ اِلٰی رَحِمٍ ... اِذَا مَضٰی عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

وَرَدْتَّ نَارَ الْخَلِیْلِ مُسْتَتَرًا ... فِیْ صُلْبِهٖ اَنْتَ کَیْفَ یَحْتَرِقُ

حَتّٰی احْتَوٰی بَیْتُکَ الْمُهَیْمِنُ مِنْ ... خِنْدَفَ عَلْیَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

وَاَنْتَ لَمَّا وَلِدْتَّ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ ... وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِکَ الضِّیَاءِ وَفِیْ ... النُّوْرِ وَسُبُلِ الرِّشَادِ، نَخْتَرِقُ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے میلاد شریف کے اس بیان کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی متوفی 1364ھ یوں کرتے ہیں۔

''زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز ودیعت میں جہاں (جنت کے درختوں کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایوں میں تھے آپ بھی تھے اور ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے **فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ** اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصہ کی طرف آدم علیہ السلام نے اس منع کئے ہوئے درخت سے کھالیا اور جنت کا لباس اُتر گیا تو درختوں کے پتے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اس وقت بھی آپ مستودع میں تھے) اس کے بعد آپ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور ہبوط کے وقت جنین ہونے کا انتظار ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ آدم علیہ السلام کے ہے۔ غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ) بلکہ (صلب آباء میں) محض ایک مادہ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نوح اور اس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہنچ رہا تھا۔

(اور) وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گزر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور شروع) ہو جاتا تھا

(یعنی وہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں) آپ نے نارخلیل میں بھی ورود فرمایا۔ چونکہ آپ انکے صلب میں مخفی تھے تو وہ کیسے جلتے؟

(پھر آگے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے) یہاں تک کہ آپ خاندانی شرف جو کہ (آپ کی فضیلت پر) شاہد ہے اولاد خندف میں سے ایک ذرہ عالیہ پر جاگزیں ہوا جس کے تحت میں حلقے (یعنی دوسرے خاندانی یعنی ان کی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور نیچے کے درمیانی درجوں میں ہوتی ہے اور تطبیق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اس طرف ہے کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل نشیب کی نسبت درجات جبل کے ساتھ ہے) اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہوگئے۔ سو ہم اس ضیاء اور نور میں ہدایت کے راستوں کو طے کر رہے ہیں۔ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب: ص10)

## میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جشن کا فائدہ:۔

اس پر بہت سے دلائل موجود ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا جشن منانے سے کیا ملتا ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ کافر بھی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن منائے تو وہ بھی اس کے صدقے راحت پاتا ہے۔ جب کافر کو انعام مل سکتا ہے تو مومن کا کیا عالم ہوگا؟

محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

"قَالَ عُرْوَۃُ وَ ثُوَیْبَۃُ مَوْلَاۃٌ لِاَبِی لَھَبٍ کَانَ اَبُوْ لَھَبٍ اَعْتَقَھَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَھَبٍ اُرِیَہٗ بَعْضُ اَھْلِہٖ بِشَرِّ

حِیْبَۃٍ قَالَ لَہٗ مَاذَالَقِیْتَ؟قَالَ اَبُوْلَھَبٍ لَّمْ اَلْقِ بَعْدَ کُمْ غَیْرَ اَنِّیْ سُقِیْتُ فِیْ ھٰذِہٖ بِعِتَاقَتِیْ ثُوَیْبَۃَ.

(بخاری :باب امھٰتکم الارضعنکم،ج 2،ص912،رقم الحدیث 5101)

''عروہ فرماتے ہیں کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔پھراس نے نبی کریم ﷺ کو(زمانہ شیرخوارگی میں )دودھ پلایا تھا۔پھر جب ابولہب مرگیا تو اس کے اہلِ خانہ میں سے کسی نے اسے بہت برے حال میں دیکھا تو پوچھا کیسے ہو۔؟ابولہب نے جواب دیا تم سے جدا ہونیکے بعد سخت عذاب میں ہوں ماسوائے اس کے کہ ثویبہ کوآزادکرنے کے باعث اس میں سے مجھے پانی پلایا جاتا ہے۔''

اسی واقعہ کوعظیم محدث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 852ھ نے امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 581 کے حوالہ سے کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ ارشادفرماتے ہیں کہ ابولہب مرگیا تو میں نے اسے ایک سال بعد خواب میں نہایت ہی برے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں۔ لیکن ہر پیرکو میرے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے۔(فتح الباری،ج:11،ص:47)

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی :855ھ نے بھی اسی طرح درج فرمایا ہے۔

اس حدیث سے تخفیف عذاب ابی لہب پر جن عظیم الشان محدثین ومحققین نے استدلال کئے ہیں انکی تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب ابولہب جیسا کافر،جس کے بارے میں قرآنِ مجید میں مذمت آئی ہے اسے حضورﷺ کے میلاد کی رات خوشی کرنے پر یہ جزا(تخفیفِ عذاب)دی جاتی ہے تو اس موحد مسلمان اُمتی کی جزا

کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کے میلاد کا جشن مناتا ہے۔

(عمدۃ القاری، ج: 20 ص: 95)

محدثین کرام کا اس روایت سے استدلال فرمانا اسکی حجت اور صحت کی بین دلیل ہے۔

## تعارف بادشاہ ابوسعید المظفر :۔

قارئین محترم!

منکرین جشن میلاد النبی ﷺ سب سے زیادہ شور اس بات پر برپا کرتے ہیں کہ ابوسعید مظفر شاہ اربل اصل میں بدعتی اور میلاد النبی ﷺ کا موجد اول ہے۔ حالانکہ سابقہ صفحات میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اہلسنت کے نزدیک جن امور کا نام ''جشن میلاد النبی'' ﷺ ہے وہ تو ذکر مصطفےٰ ﷺ ہے جو کہ روز میثاق سے لیکر آج تک ہو رہا ہے، تو بادشاہ ابوسعید المظفر کا اتنا ہی قصور ہے کہ اس نے سرکاری طور پر اللہ کے نبی ﷺ کے میلاد کا جشن منایا۔ تو پھر نبی ﷺ کے زمانہ سے لیکر آج تک جتنی ترامیم ہوئیں کیا وہ سب مردود، اور ان کو ایجاد کرنے والوں پر کیا یہی فتویٰ لگایا جائے گا جو ابوسعید المظفر شاہ اربل پر صادر ہوا؟

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کو جمع کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نمازِ تراویح باجماعت پڑھنے پر لوگوں کو آمادہ اور عورتوں کو مسجد میں نماز سے منع کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی اذانِ ثانی کو شروع کیا۔

یہ وہ امور ہیں جن کا بظاہر تو تصور اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کے زمانہ ظاہری میں نہ تھا

۔کیا ان چیزوں کی ایجاد کی بنا پر العیاذ باللہ ان پر وہی فتویٰ ہوگا، جو کہ میلا دالنبی ﷺ کے جشن منانے کی وجہ سے شاہ اربل پہ لگایا گیا۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہ ترامیم تو خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ کی ہیں جو کہ مقبول ہیں تو ہم عرض کریں کہ پختہ مساجد و مدارس تو انکے زمانہ میں نہ تھے بلکہ مسجد میں محراب سب سے پہلے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے بنایا تو اس کے بارے جو آپ کی تاویل ہوگی وہی ہماری جشن پر دلیل ہوگی۔

شاہ ابوسعید المظفر متوفی 630ھ عظیم فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی (532-589ھ/1138-1193ء) کے بہنوئی تھے۔ سلطان کی حقیقی ہمشیرہ ربیعہ خاتون ملک ابوسعید المظفر کے عقد میں تھیں اور سلطان بادشاہ سے بغایت درجہ محبت رکھتے تھے۔ وہ دونوں خدمتِ اسلام میں ایک دوسرے کے ساتھ دل و جان سے شریک تھے۔ بادشاہ خادمِ اسلام ہونے کے باوصف بہت متقی، پرہیز گار اور فیاض واقع ہوئے تھے۔ بادشاہ کا عظیم دینی وروحانی مقام اور خدمتِ اسلام کی تڑپ دیکھ کر ہی سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنی ہمشیرہ ''ربیعہ خاتون'' کی شادی ان سے کی تھی۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کے حوالے سے ملک ابوسعید المظفر کا یہ تعارف کرانے کے بعد امام ابن کثیر نے تین چار سطور میں موصوف کے سیرت و کردار، تقویٰ و پرہیز گاری اور دریا دلی پر روشنی ڈالی ہے اور میلا دالنبی ﷺ کے حوالے سے تفصیلات شرح وبسط کے ساتھ رقم کی ہیں۔ انھوں نے اس موضوع پر بالتفصیل لکھا ہے کہ بادشاہ کس جوش وجذبہ اور مسرت وسرور سے میلا دالنبی ﷺ کی تقریب کا اہتمام کیا کرتا تھا۔ امام ابن کثیر متوفی 774ھ لکھتے ہیں۔

'' اَلْمَلِكُ الْمُظَفَّرُ أَبُوْ سَعِيْدٍ كُوْكَبْرِىْ بْنُ زَيْنِ الدِّيْنِ عَلِيِّ بْنُ

تبکتکین أحدُ الاجوادِ والسّادات الکُبراءِ والمُلوکِ الاَمجادِ، لَہٗ آثارٌ حَسَنَۃٌ وَّ قَدعَمَّرَ "اَلْجامعُ المُظفرِیُّ بِسَفحِ قاسِیُّوْنَ، وَکانَ قَدْ ھَمَّ بِسِیاقَۃِ الْماءِ اِلَیْہِ مِنْ مَّاءٍ بَرْذَۃَ فَمَنَعَہُ الْمُعَظَّمُ مِنْ ذٰلِکَ، وَاعْتَلَّ بِأَنْ قَدْیَمُرُّ عَلٰی مَقابِرِ الْمُسْلِمِیْنَ بِالسُّفُوْحِ، وَکانَ یَعْمَلُ الْمَوْلِدَ الشَّرِیْفَ فِیْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ وَیَحْتَفِلُ بِہٖ اِحْتِفالاً ھَائِلاً،وَکانَ مَعَ ذٰلِکَ شَھْماً شُجاعاً فاتِکاً بَطَلاً عاقِلاً عالِماً عادِلاً رَحِمَہُ اللّٰہُ وَ أَکْرَمَ مَثْوَاہُ. وَقَدْصَنَّفَ الشَّیْخُ أَبُوالْخَطَّابِ بْنُ دِحْیَۃَ لَہٗ مُجَلَّدٌ فِی الْمَوْلِدِ النَّبَوِیِّ سَمَّاہُ "اَلتَّنْوِیْرُ فِیْ مَوْلِدِ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرِ" (البدایۃ والنھایۃ: ج۹ص۱۸)

"شاہ مظفرابوسعید کوکبری بن زین الدین علی بن تبلکتین ایک سخی، عظیم سرداراور بزرگ بادشاہ تھا، جس نے اپنے بعداچھی یادگاریں چھوڑیں۔اس نے قاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کروائی، وہ برذہ کے پانی کواس کی طرف لاناچاہتاتھاتومعظم نے اسے اس کام سے یہ کہہ کرروک دیاکہ وہ سفوح کے مقام پرمسلمانوں کے قبرستان سے گزرے گا۔وہ ماہ ربیع الاول میں میلادمناتاتھااورعظیم الشان محفلِ میلادمنعقدکرتاتھا۔اس کے ساتھ ساتھ وہ بہادر، دلیر، حملہ آور، جری، دانا، عالم اورعادل بھی تھا۔اللہ تعالیٰ اس پررحمت فرمائے اوراسے بلندرتبہ عطافرمائے۔شیخ ابوالخطاب بن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیلئے میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک کتاب لکھی اوراس کانام "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" رکھا۔شاہ نے اس تصنیف پراسے ایک ہزاردینارانعام دیا۔اس کی حکومت، حکومتِ صلاحیہ کے زمانے تک رہی، اس نے "عکا" کامحاصرہ کیااوراس سال

تک وہ قابل تعریف سیرت و کردار اور قابل تعریف دل کا آدمی تھا۔ سبط نے بیان کیا ہے کہ مظفر کے دستر خوان میلاد پر حاضر ہونے والے ایک شخص کا بیان ہے کہ اس میں پانچ ہزار بھنے ہوئے بکرے، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ مٹی کے پیالے دودھ سے بھرے اور تیس ہزار مٹھائی کے تھال ہوتے تھے۔''

اس کے بعد امام ابن کثیر کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

''میلاد کے موقع پر اس کے پاس بڑے بڑے علماء اور صوفیاء حاضر ہوتے تھے، وہ انہیں خلعتیں پہناتا اور عطیات پیش کرتا تھا اور صوفیاء کیلئے ظہر سے عصر تک سماع کراتا تھا اور خود بھی ان کے ساتھ جھومتا تھا (وجد میں آتا تھا)۔ ہر خاص و عام کیلئے ایک دارِ ضیافت تھا اور وہ حرمین شریفین و دیگر علاقوں کیلئے صدقات دیتا تھا اور ہر سال بہت سے قیدیوں کو فرنگیوں سے چھڑاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے ان کے ہاتھ سے ساٹھ ہزار قیدیوں کو رہا کرایا۔ اس کی بیوی ربیعہ خاتون بنت ایوب کہتی ہے کہ اس کے ساتھ میرا نکاح میرے بھائی صلاح الدین ایوبی نے کرایا تھا۔ اس خاتون کا بیان ہے کہ شاہ کی قمیص پانچ دراہم کے برابر بھی نہ ہوتی تھی۔ پس میں نے اس بارے سوال کیا تو وہ کہنے لگے۔ میرا پانچ درہم کے کپڑے پہننا اور باقی صدقہ کر دینا، اس بات سے بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑا پہنوں اور فقراء و مساکین کو چھوڑ دوں۔

وہ ہر سال محفل میلاد النبی ﷺ پر تین لاکھ دینار اور مہمان نوازی پر ایک لاکھ دینار اور حرمین شریفین اور حجاج کے راستہ میں پانی پر خفیہ صدقات کے علاوہ تیس ہزار دینار خرچ کرتا تھا۔

اس کی وفات قلعہ اربل میں ہوئی، اور اس نے وصیت کی کہ اسے مکہ لے جایا

جائے، مگر ایسا نہ ہوسکا اور اسے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی اجتماع گاہ میں دفن کیا گیا۔

علامہ ابن کثیر کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ منکرین میلاد النبی ﷺ نے بادشاہ ابوسعید المظفر کو جو برا بھلا کہا در حقیقت وہ سب تعصب کی بنا پر تھا۔ وہ فاسق وفاجر نہیں، بلکہ نیک دل، دین دار مسلمان بادشاہ تھا۔

ابن کثیر کی گذشتہ تحقیق سے جہاں معترضین کے تعصب کا قلع قمع ہوا، وہاں ان کی علمی خیانت کا بھی ظاہر ہوگئی کہ ''بادشاہ ابوسعید المظفر گانے سنتا اور محفل میں ناچتا تھا''

حالانکہ ابن کثیر نے لکھا

''وَ یَعْمَلُ لِلصُّوْفِیَّۃِ مسمَاعاً مِنَ الظُّھْرِ اِلَی الْعَصْرِ وَ یَرْقُصُ بِنَفْسِہٖ مَعَھُمْ''.

کہ صوفیاء کیلئے محفل سماع کا اہتمام کرتا جو کہ ظہر سے عصر تک جاری رہتا، اس میں ان کے ساتھ خود بھی جھومتا ''یعنی وجد میں آجاتا تھا''۔

''مِسمَاع'' کو گانا باجا اور ''یَرْقُصُ'' کو ناچنے سے تعبیر کرنا بہت بڑی علمی خیانت ہے۔ کیونکہ صوفیاء کا سماع تو بالکل واضح ہے۔ جبکہ لفظ ''رقص'' احادیث میں استعمال ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوشی کے موقع پر نبی ﷺ کی نعت پڑھتے ہوئے رقص ''یعنی وجد'' میں آجاتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی 241ھ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل فرمایا۔

کَانَتِ الْحَبْشَۃُ یَزْفِنُوْنَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ یَرْقُصُوْنَ وَ یَقُوْلُوْنَ مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ.

(مسنداحمد: انس بن مالک، ج 20، ص 17، رقم الحدیث 12540)

"حبشی آپ ﷺ کے سامنے رقص کرتے ہوئے مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ کہتے"۔

اس حدیث میں لفظ "رقص" کو اگر اسی معنیٰ پر محمول کیا جائے جو کہ اعتراض کرنے والوں نے کیا تو معاذ اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ناموس پر کتنا بڑا حملہ ہوگا؟ لہذا اس کا معنی ہوگا خوشی کی وجہ سے اچھلنا، کودنا جو کہ جائز ہے۔

☆☆ تمت با الخیر ☆☆

# تعارف

## جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام پیر محل

پیر محل سے غربی جانب آدھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک عظیم دینی درسگاہ کا نام ہے جو تشنگانِ علم وعرفان کو جام علم ومحبت سیراب کر رہی ہے۔

**سنگِ بنیاد**: 11 اکتوبر 2009ء بروز اتوار

**شعبہ جات**: جامعہ ہذا درج ذیل شعبہ جات میں صدق وخلوص سے اپنے فرائض کے ساتھ ساتھ خدمت خلق کا عظیم فریضہ انجام دے رہا ہے۔

(1) شعبہ علوم اسلامیہ

(2) شعبہ علوم عصریہ

1۔شعبہ علوم اسلامیہ:۔ یہ شعبہ درج ذیل شعبہ جات میں خدمات سرانجام دے رہا ہے

ا۔**درس نظامی (عالم کورس)**:۔ اس شعبہ میں تنظیم المدارس کے تحت درج ذیل 6 درجوں میں تعلیمی خدمات سرانجام دی جارہی ہیں۔ ابتدائیہ، متوسطہ، عامہ، خاصہ، عالیہ، عالمیہ

(الف)۔ **درجہ ابتدائیہ** :۔اس درجہ میں بنیادی عربی قاعدہ سے لے کر ناظرہ قرآن مکمل کروایا جاتا ہے۔

پہلے درجہ کا امتحان جامعہ خود لیتا ہے اس درجہ کی تکمیل کے ساتھ ہی طالب علم درجہ متوسطہ (مڈل) میں داخل ہوسکتا ہے۔

(ب)۔ **درجہ متوسطہ** :۔اس درجہ میں قرآن مجید کا آخری پارہ حفظ مع التجوید، حدرو ترتیل اور بنیادی اسلامی عقائد کے ساتھ ساتھ ششم ،ہفتم اور ہشتم کا گورنمنٹ نصاب پڑھایا جاتا ہے اس درجہ میں ششم ہفتم کا امتحان جامعہ ہذا کے ذمہ ہے۔ جبکہ سال سوم (ہشتم) کا امتحان تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان بورڈ کے تحت ہوتا ہے۔

(ج)۔ **درجہ عامہ** :۔یہ درجہ دو سال پر مشتمل ہے اس میں ترجمۃ القرآن ابتدائی 9 پارے ،فقہ ،صرف ونحو، منطق اور عربی ادب کے ساتھ ساتھ نہم اور دہم کا امتحان حسب سابق تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان بورڈ کے تحت ہوتا ہے۔

(د)۔ **درجہ خاصہ** :۔یہ درجہ بھی دو سال پر مشتمل ہے اس کے اندر قرآن مجید مع ترجمہ وتفسیر جلالین پارہ 10 تا پارہ 24 تک مکمل ، حدیث ، فقہ ، اصول فقہ ، منطق ، عربی ادب ، سیرت ، تاریخ اور بلاغت کے ابتدائی ابواب کے ساتھ ساتھ ایف اے کا امتحان تنظیم المدارس پاکستان بورڈ کے تحت لیا جاتا ہے۔

(ر)۔ **درجہ عالیہ** :۔یہ درجہ بھی دو سال پر مشتمل ہوتا ہے درجہ عالیہ میں تفسیر جلالین پارہ 25 تا پارہ 30 اور اس کے علاوہ تفسیر واصول تفسیر حدیث ، اُصول حدیث ، اصول فقہ ، عربی ادب ، منطق ، بلاغت اور عقائد کے بقیہ ابواب مکمل کروائے جاتے ہیں اس درجہ کا امتحان بھی تنظیم المدارس پاکستان بورڈ کے تحت ہوتا ہے۔ جو کہ BA کے برابر ہے۔

(س)۔ **درجہ عالمیہ** :۔درجہ عالمیہ میں علم الکلام، علم الفرائض حدیث شریف (صحاح ستہ مکمل) کروانے کے ساتھ ساتھ تنظیم المدارس پاکستان کی طرف سے دیئے گئے عنوان پر کم از کم پچاس صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ لکھنا ہوتا ہے۔اس درجہ کی تکمیل کے ساتھ ہی طالب علم کا ایم اے (عربی واسلامیات) مکمل ہو جاتا ہے۔

**شعبہ حفظ:۔** اس شعبہ میں درست مخارج کے ساتھ تجوید وقرأت کے بنیادی قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے حفظ وناظرہ کی تعلیم کا معیاری انتظام ہے۔اس کے علاوہ حفاظ طلباء کیلئے بنیادی عقائد کے ساتھ ساتھ علمی، عملی، فقہی اور اخلاقی تربیت کیلئے مختصراً سوالاً جواباً نصاب انتہائی سہل انداز میں ذہن نشین کروایا جاتا ہے۔

**دارالافتاء** :۔یہ شعبہ بھی علوم اسلامیہ ہی کے تحت کام کررہا ہے جو کہ روزمرہ کے نئے نئے پیش آنے والے دینی ودنیاوی مسائل کیلئے قرآن وسنت کے مطابق فتویٰ نویسی کے ذریعے شرعی رہنمائی کررہا ہے۔

**تصنیف وتالیف** :۔یہ شعبہ بھی علوم اسلامیہ ہی کی ایک شاخ ہے جس میں تحریر کے ذریعے جدید تقاضوں کے مطابق قرآن وسنت سے رہنمائی لینے کیلئے خدمات انجام دے رہا ہے جس میں بنیادی عقائد، دینی معلومات کے ساتھ ساتھ نئے اٹھنے والے فتنوں کا احسن انداز میں رد کیا جاتا ہے۔

**تبلیغ اسلام** :۔علوم اسلامیہ کے اس شعبہ کے تحت اسلام کے پیغام کو عام کرنے کیلئے مختلف تعلیمی اور کاروباری اداروں میں درس قرآن وحدیث کا اہتمام کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ تجارتی مراکز، اکیڈمیز، سکول وکالجز میں فہم دین کے نام پر پروگرامز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

# شعبہ علوم عصریہ

(2) علوم عصریہ:۔ اس شعبہ کی درجہ ذیل دو بنیادی شاخیں ہیں۔

(۱) سکول وکالج کی بنیادی تعلیم (۲) کمپیوٹر کی بنیادی تعلیم

(۱)۔پہلی ذیلی شاخ کے تحت مڈل تا گریجوایٹ کی تعلیم کا باقاعدہ ایوننگ کلاسز میں اہتمام کیا گیا ہے۔اس شعبہ میں صرف وہی طالبعلم اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکتا ہے جو شعبہ درس نظامی کے تحت جامعہ ہذا میں داخل ہو۔

(۲) کمپیوٹر کی بنیادی تعلیم کیلئے کمپیوٹر لیب بھی عنقریب تکمیل کے مراحل میں ہے۔

اس کے علاوہ خطابت،نعت اور تلاوت کی اصل شرعی حیثیت کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ طلباء کی اخلاقی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

ان تمام شعبہ جات میں تقریباً تین سو (300) طلباء کے لیئے 15 کے قریب اساتذہ کرام کی خدمات حاصل ہیں۔ان تمام شعبہ جات کا ماہانہ خرچہ تقریباً 400000 لاکھ روپے ادارہ کے ذمہ ہے۔

اس کے علاوہ طلباء کی رہائش کی فوری ضرورت کے پیش نظر وسیع وعریض ہاسٹل بھی زیر تعمیر ہے اس کے علاوہ جامعہ کے تحت علاقہ بھر دینی مدارس کے قیام کا بھی سلسلہ ہے۔

## اپیل

تمام اہل اسلام کیلئے دین سیکھنے اور سیکھنے والوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی استدعا ہے اللہ تعالیٰ دارین کی سعادتیں عطاء فرمائے۔آمین

# کتابیات

| نمبر شمار | نام کتاب | مصنف | متوفی |
|---|---|---|---|
| 1 | روح البیان | علامہ اسماعیل حقی | 1137 |
| 2 | روح المعانی | سید محمود آلوسی | 1270 |
| 3 | صحیح بخاری | محمد بن اسماعیل بخاری | 256 |
| 4 | صحیح مسلم | ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری | 281 |
| 5 | سنن ترمذی | ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی | 279 |
| 6 | سنن نسائی | احمد بن شعیب نصائی | 303 |
| 7 | المعجم الکبیر | ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی | 360 |
| 8 | دار قطنی | امام علی بن عمر دار قطنی | 385 |
| 9 | مسند البزار | | |
| 10 | دلائل النبوۃ | ابوبکر احمد بن حسین البیہقی | 458 |
| 11 | منہاج السنہ | امام ابن تیمیہ | 768 |
| 12 | شرح السنہ | امام حسین بن مسعود بغوی | 516 |
| 13 | جامع العلوم والحکم | شیخ ابن رجب حنبلی | 797 |
| 14 | الاعتصام | ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی | 590 |
| 15 | الخصائص الکبریٰ | امام جلال الدین سیوطی | 911 |

# مصنف کی دیگر کتب